عربی زبان میں

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ

کے حالات پر پہلی تصنیف

الجنات الثمانیہ

تالیف

العلامة الإمام الحجة عبد الأحد وحدت

(١٠٥٠ھ - ١١٢٦ھ)

ترجمہ

حضرت علامہ مفتی محمد علیم الدین نقشبندی مجددی

عربی زبان میں
حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ
کے حالات پر پہلی تصنیف

الجنات الثمانیہ

تالیف
العلامة الإمام الحجة عبد الأحد وحدت
(۱۰۵۰ھ ـ ۱۱۲۶ھ)

حفید
الإمام الربانی مجدد الألف الثانی الشیخ أحمد الفاروقی
(۹۷۱ھ ..... ۱۰۳۴ھ)

ترجمہ

حضرت علامہ مفتی محمد علیم الدین نقشبندی مجددی

نام کتاب	:	الجنات الثمانیہ
مؤلف	:	علامہ شیخ عبدالاحد وحدت فاروقی مجددی
ترجمہ	:	علامہ مفتی محمد علیم الدین مجددی
ناشر	:	خانقاہ سلطانیہ۔ جہلم
تعداد	:	۷۰۰
حروف ساز	:	سلطانیہ پبلی کیشنز۔ جہلم
تاریخ اشاعت	:	۱۴۲۹ھ ۲۰۰۸ء

نمبر شمار	فہرست	صفحہ نمبر
۱	تعارف	۸
۲	خطبہ کتاب	۲۱
۳	وجہ تالیف	۲۱
۴	باب اوّل: آپ کی ولادت باسعادت سے قبل آپ	
۵	کے بارے میں بشارات	۲۳
۶	بشارت (۱)	۲۳
۷	بشارت (۲)	۲۴
۸	بشارت (۳)	۲۵
۹	بشارت (۴)	۲۵
۱۰	بشارت (۵)	۲۶
۱۱	باب دوم: نسب شریف اور ولادت مبارکہ	۲۸
۱۲	باب سوم: سلاسل طریقت	۲۹
۱۳	۱۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ	۲۹
۱۴	۲۔ سلسلہ عالیہ قادریہ	۳۰
۱۵	۳۔ سلسلہ عالیہ چشتیہ	۳۲
۱۶	باب چہارم: سند مصافحہ اور اسانید حدیث	۳۴
۱۷	۱۔ سند مصافحہ	۳۴
۱۸	۲۔ سند حدیث مسلسل بالاولیہ	۳۵
۱۹	۳۔ علم قرأت، فقہ، حدیث، اصول،	

فہرست

نمبر شمار	فہرست	صفحہ نمبر
	حدیث، تفسیر وغیرہ کے اساتذہ	۳۷
۲۰	باب پنجم: تالیفات مبارکہ	۳۸
۲۱	۱۔مکتوبات مبارکہ اور ان کی مقبولیت عامہ	۳۸
۲۲	۲۔باقی تصانیف	۳۹
۲۳	باب ششم: کرامات	۴۱
۲۴	کرامت (۱)	۴۱
۲۵	کرامت (۲)	۴۲
۲۶	کرامت (۳)	۴۳
۲۷	کرامت (۴)	۴۴
۲۸	کرامت (۵)	۴۴
۲۹	کرامت (۶)	۴۵
۳۰	کرامت (۷)	۴۶
۳۱	کرامت (۸)	۴۶
۳۲	کرامت (۹)	۴۷
۳۳	کرامت (۱۰)	۴۷
۳۴	کرامت (۱۱)	۴۹
۳۵	کرامت (۱۲)	۴۹
۳۶	کرامت (۱۳)	۵۰
۳۷	کرامت (۱۴)	۵۱
۳۸	کرامت (۱۵)	۵۳

نمبر شمار	فہرست	صفحہ نمبر
۳۹	کرامت (۱۶)	۵۳
۴۰	کرامت (۱۷)	۵۵
۴۱	کرامت (۱۸)	۵۵
۴۲	کرامت (۱۹)	۵۶
۴۳	کرامت (۲۰)	۵۷
۴۴	کرامت (۲۱)	۵۷
۴۵	کرامت (۲۲)	۵۸
۴۶	کرامت (۲۳)	۵۹
۴۷	کرامت (۲۴)	۵۹
۴۸	کرامات بعداز وصال	
۴۹	کرامت (۱)	۶۱
۵۰	کرامت (۲)	۶۱
۵۱	کرامت (۳)	۶۲
۵۲	کرامت (۴)	۶۲
۵۳	مادہ ہائے تاریخی بر وصال	۶۳
۵۴	باب ہفتم: چند ارشادات	۶۴
۵۵	ارشاد (۱)	۶۴
۵۶	ارشاد (۲)	۶۵
۵۷	ارشاد (۳)	۶۶
۵۸	ارشاد (۴)	۶۷

فہرست

نمبر شمار	فہرست	صفحہ نمبر
۵۹	ارشاد (۵)	۷۳
۶۰	ارشاد (۶)	۷۳
۶۱	ارشاد (۷)	۷۵
۶۲	ارشاد (۸)	۷۵
۶۳	ارشاد (۹)	۷۷
۶۴	ارشاد (۱۰)	۷۷
۶۵	ارشاد (۱۱)	۷۷
۶۶	ارشاد (۱۲)	۷۷
۶۷	ارشاد (۱۳)	۷۸
۶۸	ارشاد (۱۴)	۷۸
۶۹	ارشاد (۱۵)	۷۸
۷۰	ارشاد (۱۶)	۷۹
۷۱	ارشاد (۱۷)	۷۹
۷۲	ارشاد (۱۸)	۷۹
۷۳	ارشاد (۱۹)	۸۰
۷۴	ارشاد (۲۰)	۸۳
۷۵	ارشاد (۱۲)	۸۴
۷۶	ارشاد (۲۲)	۸۴
۷۶	ارشاد (۲۳)	۸۴

صفحہ نمبر	فہرست	نمبر شمار
۸۶	آٹھواں باب: آپ کے مبارک کلام پر وارد ہونے والے اعتراضات کے جواب	۷۸
۸۷	شبہ اوّل اور اس کا جواب	۷۹
۸۸	شبہ ثانی اور اس کا جواب	۸۰
۹۰	شبہ سوم اور اس کا جواب	۸۱
۹۴	شبہ چہارم اور اس کا جواب	۸۲
۱۱۳	شبہ پنجم اور اس کا جواب	۸۳
۱۱۵	شبہ ششم اور اس کا جواب	۸۴
۱۱۷	خاتمہ: آپ کی شان رفیع کے بارے میں بشارات	۸۵
۱۱۷	بشارت (۱)	۸۶
۱۱۷	بشارت (۲)	۸۷
۱۱۷	بشارت (۳)	۸۸
۱۱۸	بشارت (۴)	۸۹
۱۱۸	بشارت (۵)	۹۰
۱۱۹	بشارت (۶)	۹۱
۱۱۹	بشارت (۷)	۹۲
۱۱۹	بشارت (۸)	۹۳
۱۲۰	حسن خاتمہ	۹۴

تعارف

مؤلف و کتاب

محمد بدر الاسلام صدیقی

ولادت

حضرت شیخ عبدالاحد وحدت بن خازنِ رحمت رحمانی خواجہ محمد سعید بن شیخ احمد مجدد الفِ ثانی کی ولادت ۱۰۴۹ھ، دارالارشاد سرہند میں ہوئی۔ آپ خواجہ محمد سعید علیہ الرحمۃ کے پانچویں فرزند ارجمند ہیں۔ آپ کا تخلص ''وحدت'' اور لقب ''شاہ گل'' ہے [۱] حضرت خازن الرحمۃ ایام طفلی سے ان کو سب فرزندوں میں عزیز سمجھتے تھے اور ان کے رخساروں کی شگفتگی کی وجہ سے ''گل'' کہا کرتے تھے [۲] بھائیوں میں آپ ''میاں گل'' کے نام سے معروف تھے۔[۳]

بچپن

بلوغت سے قبل ہی نماز پنجگانہ ونوافل کے اتنے پابند تھے کہ شاید ہی آپ کی کوئی نماز قضا ہوئی ہو۔ ہمیشہ اپنے والد گرامی کی صحبت میں رہتے اور اخذِ فیض میں سرگرم رہتے [۴]

تحصیلِ علوم

آپ نے علومِ ظاہری میں دیگر اساتذہ کے علاوہ اپنے والد گرامی حضرت خازن الرحمۃ خواجہ محمد سعید اور مترجم شرح وقایہ (فارسی) علامہ عبدالحق اخوند سجاول

۱۔ شاہ روف احمد جواھر علویہ ص ۱۰۷

۲۔ مولنا محمد حسن نقشبندی مشائخ نقشبندیہ مجددیہ ص ۳۰۰

۳۔ حاجی محمد فضل اللہ عمدۃ المقامات ص ۲۴۴

۴۔ مولانا محمد حسن نقشبندی مشائخ نقشبندیہ مجددیہ ص ۳۰۰

سرہندی کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیے۔

سلوک وخلافت

اپنے والد گرامی سے بیعت ہوئے سلوک طے کیا اور خلافت پائی اثنائے سلوک آپ نے عظیم بشارات سے نوازا۔ اپنے والد گرامی کے وصال کے بعد عم مکرم خواجہ محمد معصوم کی طرف رجوع کیا، اور آپ سے بھی استفادہ کیا نسبت ہائے خاصہ سے بہرہ ور ہوئے اور بشارات سے نوازے گئے حضرت خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ، آپ کے احوال کے بارے میں تحریر کرتے ہیں: ''خانقاہ میں ایک حجرہ لے کر زندگی گزار رہے ہیں عجیب وارفتگی کی کیفیت ان پر طاری ہے بہت ترقی کی۔ ان کا معاملہ روز بروز ترقی پر ہے۔''[۱]

ایک دوسری مجلس میں ارشاد فرمایا:

''تمہارا باطن بہت بہت ہی مزین معلوم ہوا ہے''[۲]

اس طرح اپنے عمِ گرامی سے عظیم بشارات پائیں اور خلافت سے بھی نوازے گئے۔

منصبِ ارشاد

اپنے والد گرامی کے وصال کے بعد جانشین بنے اور ہزاروں کی راہنمائی فرمائی۔ آپ کا حلقۂ اثر بہت وسیع اور تربیت یافتہ لوگ عرب وعجم میں پھیلے اور خلق خدا کی راہنمائی فرمائی۔[۳]

---

۱ مکتوبات معصومیہ: ۱۱۷/۳

۲ شیخ عبدالاحد وحدت گلشنِ وحدت ص ۶۸

۳ مفتی غلام سرور لاہور خزینۃ الاصفیاء ص ۲۳۰

حرمین شریفین حاضری

تین مرتبہ حرمین شریفین حاضری دی پہلا سفر آپ نے سترہ برس کی عمر میں اپنے والد گرامی خواجہ محمد سعید اور عم گرامی خواجہ محمد معصوم کی معیت میں کیا، اس مبارک سفر کے دوران اہلِ عرب کی خواہش پر عربی میں اپنے والد گرامی کی سوانح ''اللطائف المدنیۃ''[۱] کے نام سے تالیف فرمائی[۲] دوسری اور تیسری مرتبہ اپنے عم زادہ حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند قدس سرہٗ کے ہمراہ کیا ان دو اسفار میں سے ایک میں آپ نے اپنے جدامجد امام ربانی مجدد الفِ ثانی قدس سرہ السامی کی حیات پر ''الجنات الثمانیۃ'' نامی کتاب قلمبند فرمائی۔[۳]

ذوقِ سخن

حضرت شیخ فارسی اور اردو کے شاعر تھے۔ فارسی میں آپ کا تخلص ''وحدت'' اور اردو میں ''گل'' ہے۔ ہم عصر شعراء نے آپ کو خراجِ عقیدت پیش کیا ہے، حتیٰ کہ خواجہ محمد معصوم فاروقی علیہ الرحمۃ نے بھی ایک مکتوب میں تحریر فرمایا ہے:

''رقعہ شریفہ رسیدہ و مضامینِ دل کش آں دل نشین گردید و اشعارِ رنگینِ آں متلون و ذوقین ساخت''[۴]

---

[۱] اس کتاب کا خلاصہ (اردو ترجمہ) مع اصل عکس پروفیسر محمد اقبال مجددی کی تحقیق سے حوزۂ نقشبندیہ نے طبع کرائی ہے۔

[۲] ملاحظہ ہو اللطائف المدنیۃ ص ۱۱۰ مطبوعہ لاہور

[۳] یہ کتاب خانقاہِ سلطانیہ سے طبع ہو چکی ہے اس کی تخریج و تحقیق اس عاجز کے حصہ میں آئی والحمد للہ علی ذلک اور یہ سارا کام فقیہ دوراں استاذ گرامی علامہ مفتی محمد علیم الدین مجددی حفظہ اللہ کی معاونت و نگرانی سے تکمیل پذیر ہوا۔

[۴] خواجہ محمد معصوم مکتوباتِ معصومیہ ص ۲۰۵ ج ۳

آپ کے مجموعہ چہار چمن کے ابتداء سے نعت کے چند اشعار نذر قارئین ہیں:

دبیرِ قدس چوں اوّل قلم زد — محمد سرورِ عالم رقم زد
لسانِ غیب چوں شد در ترنم — نمود اول بتعظیمش تکلم
دریں کاشانۂ تصویر تقدیر — نخستیں گل محمد کرد تحریر
زسروش قدر بالا شد جہاں را — چو قمری طوقِ مہروش قدسیاں را
جمالِ پاکش از نورِ جلال است — وجودِ نور را سایہ محال است
زلعلِ اوکنم یک نکتۂ سر — زبان صد بار شویم زآبِ کوثر
زمویش گر سخن در نامہ آرم — نخست از سنبلِ تر خامہ آرم
کند تاوصف آں زلفِ دلارا — بہ مشکِ تر قلم پیچیدہ خود را
ہلالِ ابرویش تیغ یداللہ — بود برہانِ قاطع بہرگراہ
بزلفش بال کثرت بستہ تقدیر — بفرقش نقش وحدت کرد تحریر
ازاں ابرو کہ آمد جان کونین — تواں جستن نشانِ قاب قاسین
دوگیسو ہردو بر اسریٰ گواہی — بمعراجِ حقیقت شاہراہی
دوچشمش نشہ بخش نشاتین است — دوآبر قبلہ گاہِ قبلتین است
حیائے چشم او راچوں دھد یاد — کہ سرمہ درگلوئے خامہ افتاد
بیانِ قدِ او کارِ عظیم است — نشانِ او صراط مستقیم است
کجا خطِ لبش کو سبزۂ تر — کہ آں از آب است ایں زآبِ گوہر
بلند از بنیش مقدارِ کونین — ازاں یک کوچہ رہ تا قاب قوسین

کشادہ ازمیاں ابرواں ماہ برنگِ سکہ درود اسم اللہ
زد گاہے بر ابرو چینِ تہدید چو بربالائے بسم اللہ تشدید
بہ پشتش مہر ایزد از غلط دور چو درمصحف نمایاں آیۂ نور
بیاد رنگِ بویش باغ باغم چوغنچہ عطر پرور شد دماغم

یہ ذوق آپ کی اولاد میں بھی منتقل ہوا چنانچہ آپ کے فرزند محمد تقی بلند پایہ شاعر تھے اسی طرح آپ کے احفاد میں بھی یہ سلسلہ جاری رہا۔

تالیفات

آپ کثیر التصانیف ہیں، آپ کی تالیفات عربی فارسی نثر کے علاوہ اشعار میں بھی پائی جاتی ہیں آپ کی بعض کتابوں کے نام حسبِ ذیل ہیں۔

قراءۃ القارئین

خزائن نبوت — سیرت نبویہ

سبیل الرشاد — سلوک نقشبندیہ

برھانِ جلی — انواع ذکر اور احکام

فیضِ عام — قمری مہینوں کے مسائل وفضائل

بدائع الشرائع

رسالہ فی قراءۃ النبی المختار واصحابہ الکبار

أسرار الجمعہ

رسالہ فی نفی الاشارۃ فی الصلاۃ

خیرالکلام	حضرت مجدد علیہ الرحمۃ پر اعتراضات کا رد
رسالہ دربیان طریقہ احمدیہ	سلوک مجددیہ
رسالۂ وحدت	
رسالہ نقشبندیہ	
رسالہ لطائف	لطائف سلوک
گلشنِ وحدت	مجموعہ مکاتیب
خیابان وحدت	فارسی منظومات
چہار چمن	
دیوانِ وحدت	اردو، فارسی اشعار
شرح بیت مثنوی	علمِ حق در علمِ صوفی گم + ایں سخن کے باور مردم شود
اسرار الفقر	
مجالسِ وحدت	ملفوظات
شرح رباعیات حضرت خواجہ بزرگ	
شواھد التجدید	
مناجاتِ کبیر	
مناجات صغیر	
قصص برحق	
نشر العطر	
شرح کلمہ تسبیح	

شرح کلمہ تہلیل

شرح کلمات قدسی آیات مکاتیب مجددی

سلسلۃ الجواھر در شرح چہل حدیث

خزائن المودّہ

منثور الدرر فی فضائل السور

صحائف تسعہ

الجنات الثمانیۃ — حیات حضرت مجدد الفِ ثانی

اللطائف المدنیۃ — حیات خواجہ محمد سعید فاروقی

شیریں کلامی

حضرت خواجہ محمد سعید فاروقی علیہ الرحمۃ نے دہلی میں قیام کے دوران آپ کی طرف رجوعِ خلائق دیکھا تو ارشاد فرمایا:

سبحان اللہ عبدالأحد بہ ایں شیرینی کلام موصوف است و سیف الدین بہ ایں تمکین و وقار معروف و قبولیت بہ ایں نصیب گشتہ

ترجمہ: ''عبدالأحد اپنی شیریں کلامی سے موصوف ہیں اور سیف الدین اپنی تمکنت و وقار میں معروف اور پھر قبولیت سیف الدین کے نصیبہ میں آئی ہے''۔[۱]

اولاد

حضرت وحدت علیہ الرحمۃ کی اولادیں سات ہوئی ہیں ان میں چار صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں ہیں، سارے علوم و معارف میں اپنے والد کے

---

[۱] حضرت شاہ ابوالحسن زید فاروقی مقامات خیر ص ۶۵

بر صفر احمد معصومی مقامات معصومی ۴۴۵/۲

جانشین بنے اور درجۂ کمال تک پہنچے۔

صاحبزادے

محمد ابو حنیف

محمد جواد

محمد نقی

نور الحق ہیں

خلفاء

آپ کے خلفاء بکثرت ہوئے ہیں ان میں سے بعض اسماء یہ ہیں۔[1]

حضرت شیخ محمد عابد — مرشد مرزا مظہر جانِ جاناں شہید

حضرت شیخ سید جیون رحمہ اللہ — انبالہ میں آپ کے بکثرت مرید ہوئے ہیں۔

حضرت شیخ محمد امین رحمہ اللہ

حضرت شیخ شاہ گلشن رحمہ اللہ

حضرت شیخ مراد رحمہ اللہ

---

[1] ملاحظہ ہو روضۃ القیومیہ خواجہ محمد احسان مجددی ج ۱ ص ۴۸۲
خزینۃ الاصفیاء مفتی غلام سرور لاہوری ص ۲۳۰

امتیازاتِ الجنات الثمانیۃ

برصغیر پاک و ہند کی سرزمین کسی زمانہ میں بھی مردان کار کے پیدا کرنے سے بانجھ نہیں رہی۔ ان مردان کار سے چند نفوسِ قدسیہ، ایسے ہیں جن کی عظمت و بزرگی کا اعتراف عالمی سطح پر کیا گیا۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ السامی کی ذاتِ والا صفات ایسی ہی نادر روزگار ہستیوں میں سے ایک ہے۔ علم و عرفان کے تمام شعبوں میں آپ کی دسترس اس حد تک کامل ہے کہ ان پر عبور تو درکنار اس کا کماحقہ ادراک کرنے والے بھی تاریخ میں خال خال نظر آتے ہیں۔

کسی عظیم ہستی کی سوانح نگاری اور تذکرہ نویسی کا حق وہی شخص بہتر انداز میں ادا کر سکتا ہے جو نہ صرف اس کے گفتار و کردار، معارف و احوال کا مشاہدہ کرنے والا ہو یا ثقہ راویوں کے باعث ان کے اسرار و رموز کا محرم ہو بلکہ اس ہستی کے علوم و معارف سے بہرہ وافر بھی رکھتا ہے۔ یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کے اولین تذکرہ نگار اور سوانح نویس اس معیار پر پورا اترتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں (یہاں بعد کے دور کے مولفین سے تعرض مقصود نہیں کیوں کہ انہوں نے اپنے اپنے ذوق اور ذہنی ساخت کے مطابق اس موضوع پر کام کیا ہے۔ دونوں طرح کے تذکروں کے تقابلی مطالعہ سے حقیقت عیاں ہو سکتی ہے)

حضرت مولانا محمد ہاشم کشمی رحمہ اللہ اور حضرت مولانا بدرالدین سرہندی رحمہ اللہ کی کتب اور ان کے اردو تراجم چھپ چکے ہیں۔ یہ دونوں حضرات بلند پایہ علمائے دین سے ہیں اور بارگاہ مجددی میں برس ہا برس تک حاضر باش خدام رہے

ہیں۔ آخرالذکر تو آپ کے شاگردانِ رشید میں شامل ہیں۔ انہوں نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ السامی کو جیسا دیکھا اور جیسا پایا اسے امانت جان کر حوالہ قرطاس فرمادیا۔ اسی معیار کی ایک اور کتاب الجنات الثمانیۃ کچھ عرصہ قبل تک پردہ اخفاء میں تھی۔ تاحال معلومات کے مطابق اس کا منفرد اور منحصر بفرد نسخہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے ذخیرہ کتب کے ایک مجموعہ میں ہے۔ اسے محققانہ انداز میں منصۂ شہود پر لانے کی سعادت راقم الحروف کے حصہ میں آئی۔ الحمد والشکر للہ جل شانہ۔ اس کے اردو ترجمہ کی سعادت سے استاذ گرامی فقیہ دوراں حضرت علامہ مفتی محمد علیم الدین مجددی زید مجدہٗ بہرہ ور ہوئے۔ امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کے قدیم وجدید، مطول، مختصر اور متوسط حجم کے کثیر التعداد تذکروں میں اس کے چند امتیازات ذیل میں درج ہیں۔

۱۔ الجنات الثمانیۃ نام کے اس تذکرے کا مولف نہ تو صرف کنز قدوری کافیہ پڑھا ہوا نیم ملا ہے اور نہ ہی کسی خانقاہ کا کُندۂ ناتراش قسم کا صوفی ہے۔ بلکہ اس عظیم الشان تذکرے کے مؤلف حضرت خواجہ عبدالاحد وحدت حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کے پوتے اور خازنِ رحمت حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کے صاحب زادے ہیں۔ مزید براں بقولِ اپنے ابنِ عم حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند علیہ الرحمۃ کے ''اپنے آباؤ اجداد کے تمام علوم ومعارف کے جامع ہیں۔'' نیز حضرت مجدد قدس سرہ کے دو صاحبزادگان حضرت خازن الرحمۃ شیخ محمد سعید اور حضرت عروۃ الوثقیٰ شیخ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہما سے تاجِ خلافت سے مشرف ہونے والے ہیں۔ علم وعرفان کی اس کامل جامعیت اور خاندان کا فرد ہونے کے باعث آپ

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرہ نگار ہونے کے تمام لوازمات کو اپنے ذات میں جمع کیے ہوئے ہیں۔ ایسی شخصیت ہی آپ کے تذکرہ نگاری کا حق ادا کر سکتی تھی۔

۲۔ اس تذکرہ کے سوا باقی تذکروں میں آپ کی سند حدیث میں صحاح ستہ میں سے صرف امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی صحیح اور آپ کی دیگر کتابوں کا ذکر ہے۔ باقی پانچ کتابوں کی اجازت کا ذکر نہیں۔ اس سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ آپ کو اپنے اساتذہ کرام سے پوری صحاح ستہ کی روایت کی اجازت تھی۔ ملاحظہ ہو کتاب ہذا کا صفحہ ۳۳۔

۳۔ الجنات الثمانیۃ سے ہمیں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کی متعدد نئی تصانیف کے ناموں کا علم ہوتا ہے۔ جب کہ دیگر تذکرے صرف چند تصانیف کے ناموں کے حامل ہیں۔ آپ کی جن تصانیف کا علم ہمیں صرف اس تذکرہ سے ہوتا ہے ان کے نام یہ ہیں۔

۱۔ حاشیہ شرح مقاصد

۲۔ حاشیہ عصذی

۳۔ حاشیہ شرح مواقف

۴۔ حاشیہ تفسیر بیضاوی

۵۔ ارباب علم ظاہر اور اصحاب علم باطن کے سوالات کے جوابات پر مبنی مراسلت۔ یہ مراسلت مکتوبات امام ربانی کے تین دفاتر سے جدا معلوم ہوتی ہے۔ ملاحظہ ہو الجنات الثمانیہ صفحہ ۳۵ مطبوعہ منار الہدی۔

۴ کتاب ہذا کے مطالعہ سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی

قدس سرہ العزیز کے متصل بعد کے عہد میں علمائے اعلام آپ کی شان عبقریت اور مکتوبات کے علمی معیار کی بے مثلیت کا علی الاعلان اعتراف کیا کرتے تھے۔ چناں چہ اس کتاب میں درج ہے کہ شہنشاہ شاہ جہاں کے دربار میں یہ بحث چل نکلی کہ بادشاہ روم کے دربار میں ہندوستان سے کون سا علمی تحفہ بھیجا جائے جس کی مثال روم کی پوری سلطنت میں ناپید ہو۔ تو شاہ جہاں کے شاہزادوں کے استاد میر میرک ہروی رحمہ اللہ نے بادشاہ کے دربار میں یہ رائے پیش کی کہ وہاں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کے مکتوبات بھیج دیئے جائیں۔ وہ ایسی پاکیزہ اور عجیب علمی دستاویز ہیں جس کی مثال روئے زمین پر ناپید ہے۔ پورے دربار میں جہاں پورے ہندوستان کی منتخب علماء و فضلا کا مجمع ہوا کرتا تھا۔ اس کے خلاف کوئی آواز نہ اٹھی۔ یہ ان کی طرف سے شیخ میر میرک ہروی کی خاموش عملی تائید تھی۔

اس واقعہ سے باقی تذکرے خالی ہیں۔

۵۔ اس تذکرہ کے علاوہ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے باقی تذکرے اس زمانہ کی مقامی مروج زبان فارسی میں لکھے گئے۔ جب کہ یہ تذکرہ عربی زبان میں ہے۔ حجاز مقدس کے لوگ اگرچہ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کے نام اور کام سے اس سے پہلے بھی واقف تھے۔ آپ اور آپ کے صاحب زادگان کے حلقہ ارادت کے لوگ وہاں موجود تھے۔ جو سلسلہ شریفہ کی توسیع کی خدمات سرانجام دے رہے تھے۔ اب ضرورت تھی کہ ان لوگوں میں آپ کا بھرپور تعارف خود ان کی زبان میں پیش کیا جائے۔ اس ضرورت کو اس کتاب کے ذریعہ سے پورا کرنے کی کوشش کی گئی۔ اس طرح یہ کتاب حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کے پورے عالم اسلام میں

تعارف کا باعث بنی۔ کیوں کہ یہ مبارک زبان ہر دور میں پورے عالم اسلام میں سمجھی جاتی رہی ہے۔

فقیر کو اس کتاب کے جو امتیازات نظر آئے سپرد قلم کر دیئے گئے۔ محققین کیلئے یہ میدان کھلا ہے۔ کہ تمام تذکروں کا تقابلی مطالعہ کر کے حاصل ہونے نتائج کو حوالہ قرطاس کریں۔ یہ تو اس سلسلہ کی ابتدائی طالب علمانہ کوشش ہے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

کتاب ہذا کے مولف حضرت شیخ عبدالاحد وحدت علیہ الرحمۃ تین بار حرمین شریفین کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ پہلی دفعہ اپنے والد ماجد اور اپنے چچا اور مربی حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ تھے۔ دوسری اور تیسری دفعہ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمہ اللہ کے صاحب زادے حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند رحمہ اللہ کے ساتھ تھے۔ یہ کتاب آپ کے دوسرے یا تیسرے سفر کے دوران حرمین شریفین میں تالیف کی گئی۔ محترم پروفیسر عبدالباری صاحب نے الجنات الثمانیۃ کے تعارف پر ایک مضمون لکھا ہے جو جہاں امام ربانی کی جلد نمبر ۹ میں چھپا ہے۔ جس میں انہوں نے تحریر فرمایا کہ یہ کتاب اس وقت معرض تحریر میں آئی جب حضرت مصنف علیہ الرحمۃ حضرت خواجہ محمد معصوم کے ہمراہ حرمین شریفین کے سفر پر تھے۔ ان کا یہ لکھنا غلط فہمی پر مبنی ہے اور اس سے جو انہوں نے نتیجہ نکالا کہ یقیناً اس تالیفی عمل میں شیخ محمد معصوم رحمہ اللہ کی ذات بھی مصنف کے شامل حال رہی ہوگی۔ بنیادِ کج پر تعمیر ہونے والی دیوارِ کج کی مانند ہے۔ کتاب ہذا کے مندرجات ان کی غلط فہمی پر دلالت کرتے ہیں۔ شاید انہوں نے مخطوطہ کو غور سے نہیں پڑھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پاک ہے تیری ذات جس نے اس امت میں ہر صدی کے سرے پر ایسی ہستی کو مبعوث فرمایا جس نے اس کے دین کی تجدید فرمائی۔ نیز ہر آن اور ہر حالت میں ہدایت کے آفتابوں اور شرافت ستاروں کے ذریعہ اس کی روشنی اور پاکیزگی میں اضافہ فرمایا۔

اے رب قدیر! مخلوق کے سردار اور آپ کے معزز صحابہ پر درود و سلام، برکت اور احسان نازل فرما جب تک حجر اسود کے پاس کوئی رکوع کرنے والا رکوع میں مصروف رہے اور مقام ابراہیم علیہ اسلام پر عاجزی کرنے والا اظہار عجز میں مشغول رہے۔

مخلوق میں سب سے کمزور فقیر عبدالاحد بن خازن الرحمۃ شیخ محمد سعید قدس سرہ العزیز عرض گزار ہے کہ جب میں امام العصر قطبِ زبان حضرت شیخ محمد نقشبند بن قدوۃ العارفین غوث الواصلین حضرت شیخ محمد معصوم قدس سرہ العزیز کی معیت میں حرمین شریفین زادھما اللہ کرامۃ کی زیارت سے مشرف ہوا اور وہاں کے معزز افراد کی صحبت کا اعزاز حاصل کیا تو ان میں ایک جماعت نے مجھ سے خواہش ظاہر کی کہ میں اپنے جدِ امجد قطبِ ربانی، مجددالفِ ثانی حضرت شیخ احمد نقشبندی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات پر مشتمل ایک رسالہ تالیف کروں جو آپ کے احباب کیلئے یادگار اور آپ سے محبت کرنے والوں کیلئے غور و فکر کا ذریعہ بنے۔ لہذا میں نے آپ کے قابل اعتماد اصحاب مثلاً فاضل کامل شیخ بدرالدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اور عارف و محقق حضرت خواجہ محمد ہاشم کشمی برہان پوری رحمۃ اللہ علیہ کی آپ کے حالات پر مشتمل فارسی

کتابوں سے مضامین اخذ کر کے یہ رسالہ تالیف کیا جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ضروری حالات پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب آٹھ جنات یعنی ابواب، ایک خاتمے اور ایک حسن خاتمہ پر حاوی ہے۔ ان کی تفصیل یہ ہے۔

پہلا باب: آپ کے ظہور قدسی سے پہلے آپ کے وجود مسعود کے بارے میں بشارات

دوسرا باب: آپ کی ولادت باسعادت اور نسب مبارک۔

تیسرا باب: مشائخ کرام رضوان اللہ علیہم کے مختلف سلاسل۔

چوتھا باب: آپ کا انتساب اور نبی کریم ﷺ تک آپ کی سند مصافحہ۔

پانچواں باب: حدیث، قرأت اور دیگر علوم میں آپ کی سندات۔

چھٹا باب: آپ کی تصانیف مبارکہ۔

ساتواں باب: آپ کی کرامات کا بیان۔

آٹھواں باب: آپ کے بعض ارشادات جو آپ کے عالی شان مکاشفات پر مشتمل ہیں۔

نواں باب: آپ کے ارشادات مبارکہ پر وارد ہونے والے اعتراضات کی تردید۔

خاتمہ: راہ طریقت کے مسافرین اور متقی لوگوں کی حکایات کے بیان میں جو آپ کے کمالات اور شان رفیع کو ملاحظہ کر کے حیرت زدہ رہ گئے اور جن کو آپ کی مجلس میں حاضری کا حکم دیا گیا۔

حسن خاتمہ: آپ کی شان ارفع کے بارے میں بعض بشارات کا بیان۔ رضی اللہ عنہ وقدس سرہ العزیز۔

باب اوّل

آپ کی ولادت باسعادت سے قبل آپ کے بارے میں بشارات

اس بارے میں سب سے اعلیٰ، افضل اور شرف بشارت عارف باللہ حضرت خواجہ محمد ہاشم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''زبدۃ المقامات'' میں درج کی ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔ کہ انہوں نے بیان فرمایا کہ ایک شخص میرا دوست تھا۔ ایک دن وہ کہنے لگا۔ تم اپنے شیخ یعنی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایسے فضائل و کمالات بیان کرتے ہو جو دوسرے مشائخ کرام کے حالات میں مذکور نہیں ہیں ان کو سُن کر عقول و افہام حیرت زدہ رہ جاتے ہیں۔ اگر ان کے بارے میں تمہاری باتیں درست ہوتیں تو حضور نبی کریم ﷺ ان کے متعلق ضرور ارشاد فرماتے جس طرح کہ آپ نے مخلوق کو حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے بارے میں خبر دے رکھی ہے۔ میں نے اس سے کہا ممکن ہے کہ آپ نے اس بارے میں کچھ فرمایا ہو اور ہم کو اس کی اطلاع نہ ہو کیوں کہ کسی چیز کے بارے میں معلومات نہ ہونے سے اس چیز کا نہ ہونا تو لازم نہیں آتا۔ اس پر وہ کہنے لگا کہ میرے پاس امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب جمع الجوامع موجود ہے جس میں نبی پاک ﷺ کی احادیث درج ہیں۔ میں اس میں تلاش کروں گا۔ اگر اس کتاب میں ایسی حدیث ہوئی جو آپ کے حالات کو بیان کر رہی ہو تو میں آپ کا معتقد ہو جاؤں گا۔ اس نے وہ کتاب کھولی۔ تو اچانک اس سے یہ حدیث مبارک نکل آئی۔

واخرج ابن سعید عن عبدالرحمن بن یزید عن جابر بلاغا

عنه ﷺ يكون فى أمتى رجل يقال له صلة يدخل الجنة بشفاعته كذا وكذا۔

ترجمہ: امام ابن سعید رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن یزید رحمۃ اللہ علیہ انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں ایک شخص ہوگا جس کو "صلہ" کہا جائے گا اس کی شفاعت کی بدولت اتنے اتنے افراد جنت میں داخل ہوں گے۔

اور تم تو جانتے ہو کہ آپ قدس سرہ اپنے حلقہ اصحاب میں اس لقب سے مشہور ہیں۔ کیوں کہ آپ نے اپنے مکتوبات شریفہ میں سے ایک مکتوب میں یوں فرمایا ہے۔

الحمد لله الذى جعلنى صلة بين البحرين و وصلة بين الفتين۔

ترجمہ: سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جس نے مجھے دونوں سمندروں کے درمیان صلۃ اور دو گرہوں کے درمیان ملاپ کا ذریعہ بتایا ہے۔ یہ حدیث آپ کی ذات گرامی کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ آپ نے صوفیہ عظام رضی اللہ عنہم اور علمائے کرام رحمہم اللہ کے ارشادات کے درمیان مطابقت پیدا کرنے کی کوشش کی ہے نیز آپ شریعت وطریقت کے جامع ہیں۔ چوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان صفات سے متصف فرمایا ہے لہذا آپ نے اپنے آپ کو اس نام سے موسوم فرمایا ہے۔

(۲)

فاضل کامل حضرت شیخ بدرالدین سرہندی نے آپ کے حالات کے بارے میں کتاب "حضرات القدس" میں تحریر کیا کہ شیخ الاسلام حضرت احمد جام رحمۃ

اللہ علیہ، جو بڑے صاحب کرامات ہوئے ہیں۔ اقطاب واوتاد میں بہت سے کم افراد کی کرامات ان کی عظیم کرامات کی مانند مذکور ہیں جیسا کہ نفحات الانس وغیرہ کتب میں درج ہے، کے حالات پر مشتمل کتاب میں یوں درج ہے کہ آپ قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ میرے بعد اہل اللہ سے ستر افراد ایسے افراد ہوں گے جن کے نام میرے نام کے مطابق ''احمد'' ہوگا ان میں آخری شخصیت جوان سب سے حسین تر اور عظیم تر ہوگی جو ہزار سال کے آخر میں مبعوث ہوگی۔ اصحابِ کشف کی بہت بڑی جماعت کا اس امر پر اتفاق ہے کہ اس سے مراد حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ السامی ہیں۔

حضرت شیخ الاسلام احمد جام رحمۃ اللہ علیہ کے صاحب زادے حضرت شیخ ظہیر الدین رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں ایک عجیب وغریب حکایت مذکور ہے جو اس بشارت کی واضح تائید کرتی ہے۔

(۳)

قابل اعتماد حضرات مشہور ولی حضرت خلیل اللہ بدخشی قدس سرہ العزیز سے نقل فرمایا ہے کہ آپ نے کسی رسالہ میں یوں لکھا ہے کہ حضرات خواجگان (نقشبندیہ) کے سلسلہ مبارکہ میں سے ہندوستان میں ایک بہت عظمتوں اور بہت کمالات کی حامل ہستی ظاہر ہوگی۔ زمانہ میں اس کی مثال نہ ہوگی لیکن افسوس میری اس سے ملاقات نہ ہو سکے گی۔ جب اس شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے انتقال فرمایا تو یہ چمک دار ستارہ (حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ) طلوع ہوا۔

(۴)

قدوۃ الاولیا حضرت خواجگی امکنگی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خلیفہ اکمل امام

العرفاء حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ ہندوستان میں تمہارے ہاتھوں سے (تربیت پاکر) ایک ایسی ہستی کا ظہور ہوگا جو اپنے زمانہ کا امام ہوگا اور صاحب اسرار وحقائق ہوگا جلدی سے وہاں پہنچو کیوں کہ اولیائے کرام اس کی آمد کا انتظار کررہے ہیں۔ چناں چہ جب آپ نے بخارا شریف سے ہندوستان کا رخ کیا تو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے ملاقات کی اور آپ سے سلسلہ طریقت اخذ فرمایا تو آپ نے حضرت مجدد پاک رحمۃ اللہ علیہ کو مخاطب کرکے ارشاد فرمایا مجھے معلوم ہوچکا ہے کہ تم ہی وہ شخص ہو جس کی بشارت دی گئی ہے۔

نیز آپ نے فرمایا جب میں سرہند شہر میں داخل ہوا (واقعہ میں) تو میں نے ایک شخص کو دیکھا جس کے بارے میں کہا گیا کہ یہ اپنے زمانہ کے قطب ہیں جب میں نے آپ کو اس حلیہ اور شکل کا پایا جو حالت کشف مجھے دکھائی گئی تھی تو میں نے پہچان لیا۔

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ ہی کا ارشاد ہے کہ جب میں سرہند میں آیا تو دیکھا کہ وہاں انتہائی بلند اور عظیم مشعل روشن ہے گویا وہ آسمان تک پہنچی ہوئی ہے۔ اس کے نور سے مشرق ومغرب کی ساری دنیا منور ہے۔ اس کی روشنی میں لحظہ بلحظہ اضافہ ہی ہورہا ہے۔ اس سے کئی چراغ ایک ایک کرکے روشن ہورہے ہیں۔ یہ کشف بھی تمہارے بارے میں ہے۔

(۵)

حضرت امام ربانی قدس سرہ السامی کے احوال میں تالیف شدہ کتابوں میں ہے کہ قدوۃ الکاملین حضرت شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ نے جن کی کرامات اور خوارق

حد تواتر تک پہنچی ہوئی ہیں، نے اپنا جبہ مبارک اپنے پوتے عارف ربانی حضرت شاہ اسکندر رحمۃ اللہ علیہ کو عطا فرمایا جو شیخ اکرم غوث اعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز سے وراثت میں آپ تک پہنچا تھا۔ جب ان کے وصال کا وقت آیا تو انہیں فرمایا یہ جبہ اس کے مستحق کے ظاہر ہونے تک تمہارے پاس امانت اور ودیعت کے طور پر رہے گا پھر جب حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ظہور کا وقت آیا تو آپ نے انہیں کشف کی حالت میں فرمایا یہ جبہ شیخ احمد سرہندی تک پہنچا دو کیوں کہ وہ اس کے حق دار ہیں۔ لیکن انہوں نے اسے آپ تک نہ پہنچایا دوبارہ عالمِ سر میں ان سے مخاطب ہو کر فرمایا لیکن انہوں نے ایسا نہ کیا ان کا کہنا تھا کہ میں اس برکت کو خاندان سے کس طرح باہر نکالوں۔ تیسری دفعہ انہوں نے عتاب کا اظہار فرمایا۔ تو وہ اسے لے کر آپ تک تشریف لائے۔ جس پر بہت عظیم اثرات مرتب ہوئے جیسا کہ آپ قدس سرہ کے حالات اور ملفوظات میں تحریر ہے۔

باب دوم

نسب شریف ۔۔اور۔۔ولادتِ مبارکہ

آپ قدس سرہ کا نسب نامہ یوں ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ بن عارف کامل، عالم عامل، غوث زمان حضرت شیخ عبدالاحد سرہندی بن شیخ زین العابدین بن شیخ عبدالحی بن شیخ محمد بن شیخ حبیب اللہ بن قدوۃ الاولیاء الکاملین حضرت امام رفیع الدین بانی قلعہ سرہند بن شیخ نور بن شیخ نصیر الدین بن شیخ سلیمان بن شیخ یوسف بن شیخ اسحاق بن شیخ یوسف بن سلطان فرخ شاہ کابلی یہ بزرگ سلطنت کابل کے بادشاہ تھے۔ معتبر افراد سے روایت ہے کہ آپ اسلام کو رواج دیتے اور بتوں کے پجاریوں کی تذلیل فرمایا کرتے تھے۔ آپ وہاں سے ہندوستان آ گئے۔ اسی لئے آپ کی اولاد کابلی نسبت سے معروف ہے۔

بن شیخ نصیر الدین بن شیخ محمود بن شیخ سلیمان بن شیخ مسعود بن شیخ عبداللہ واعظ اصغر بن شیخ عبداللہ واعظ اکبر بن شیخ ابوالفتح بن شیخ اسحاق بن خواجہ ابراہیم بن سیدنا ناصر بن سیدنا ومولانا عبداللہ بن امام العادلین خلیفہ سید العالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام یعنی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہم۔

آپ قدس سرہ ماہ شوال ۹۷۱ھ کو سرہند شریف میں پیدا ہوئے۔ اللہ تعالی اس شہر کو ہر ناپسندیدہ امر سے محفوظ فرمائے۔ لفظ خاشع سے آپ کا سن ولادت استخراج ہوتا ہے۔

باب سوم

سلاسل طریقت

۱۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

قدوۃ العارفین حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ

شیخ کامل و اکمل حضرت خواجہ خواجگی امکنگی رحمۃ اللہ علیہ

عارف باللہ حضرت خواجہ محمد درویش امکنگی رحمۃ اللہ علیہ یہ حضرت خواجگی امکنگی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد تھے۔

حضرت خواجہ محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ یہ حضرت خواجہ محمد درویش رحمۃ اللہ علیہ کے ماموں جان تھے۔

قطب الکبار حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ

عارف باللہ حضرت خواجہ یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ

قطب الاقطاب حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ

قطب ربانی حضرت خواجہ امیر کلاں رحمۃ اللہ علیہ

غوث ربانی حضرت خواجہ بابا محمد سماسی رحمۃ اللہ علیہ

قطب حقانی حضرت خواجہ علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ

قطب صمدانی حضرت خواجہ محمد انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ خواجگان خواجہ عارف ایوگری رحمۃ اللہ علیہ

شیخ المشائخ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ المشائخ حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ المشائخ حضرت خواجہ ابو علی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ المشائخ حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ

سلطان العارفین حضرت خواجہ ابو یزید طیفور بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

امام ہمام حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ

سلطان المشائخ حضرت امام قاسم بن محمد بن صدیق اکبر رضی اللہ عنہم

صحابی رسول حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

شیخ المہاجرین والانصار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

سید المرسلین خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

۲۔ سلسلہ عالیہ قادریہ

امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

ملاذ العرفاء حضرت شاہ اسکندر رحمۃ اللہ علیہ

قدوۃ الکمل حضرت شاہ کمال رحمۃ اللہ علیہ

شیخ المشائخ حضرت شاہ فضیل رحمۃ اللہ علیہ

شیخ المشائخ حضرت سید گدا رحمان رحمۃ اللہ علیہ

شیخ المشائخ حضرت خواجہ شمس الدین عارف رحمۃ اللہ علیہ

شیخ المشائخ حضرت سید گدا رحمٰن رحمۃ اللہ علیہ

شیخ المشائخ حضرت سید ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ

شیخ المشائخ حضرت شمس الدین صحرائی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ المشائخ حضرت سید عقیل رحمۃ اللہ علیہ

شیخ المشائخ حضرت سید بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ

شیخ المشائخ حضرت سید عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ

شیخ المشائخ حضرت سید شرف الدین قتال رحمۃ اللہ علیہ

شیخ المشائخ حضرت سید عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ

غوث الثقلین حضرت محی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

سید السادات حضرت ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ

شیخ المشائخ حضرت سید موسیٰ جنگی دوست رحمۃ اللہ علیہ

شیخ المشائخ حضرت سید عبداللہ مورث رحمۃ اللہ علیہ

شیخ المشائخ حضرت سید یحیٰی زاہد رحمۃ اللہ علیہ

شیخ المشائخ حضرت شاہ موسیٰ جون رحمۃ اللہ علیہ

شیخ المشائخ حضرت شاہ داؤد مورث رحمۃ اللہ علیہ

قطب عالم حضرت سید حسن مثنیٰ رحمۃ اللہ علیہ

امام المومنین حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ

آپ نے دو ہستیوں سے فیض پایا

(۱) امام الہدیٰ سید التقیٰ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

(۲) بضعۃ سید الانبیاء حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا

امام الانبیاء والمرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واخوانہ واصحابہ اجمعین

۳۔ سلسلہ عالیہ چشتیہ

امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

عارف باللہ حضرت شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ

شیخ کامل حضرت شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ

واصل باللہ حضرت شیخ عبدالقدوس غزنوی حنفی نسباً و مذھباً رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ خواجگان حضرت شیخ محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ خواجگان حضرت شیخ احمد عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ خواجگان حضرت شیخ جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ خواجگان حضرت شیخ شمس الدین ترک رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ خواجگان حضرت شیخ علاء الدین علی بن احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ خواجگان حضرت شیخ فرید الحق والدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ

قدوۃ الواصلین حضرت شیخ قطب الدین بختیار اوشی کاکی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

زبدۃ العارفین حضرت شیخ معین الدین سنجری اجمیری رحمۃ اللہ علیہ

شیخ المشائخ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ المشائخ حضرت خواجہ حاجی شریف زندانی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ المشائخ حضرت خواجہ مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ المشائخ حضرت خواجہ ابو یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ المشائخ حضرت خواجہ ابو محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ المشائخ حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ المشائخ حضرت خواجہ علی دینوری رحمۃ اللہ علیہ

شیخ المشائخ حضرت خواجہ ھبیرہ بصری رحمۃ اللہ علیہ

شیخ المشائخ حضرت خواجہ حذیفہ مرعشی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ المشائخ حضرت سلطان ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ

شیخ المشائخ حضرت جمال الدین فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ

شیخ المشائخ حضرت عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ

امام التابعین حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

سید المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

باب چہارم

سندمصافحہ اور اسانید حدیث

امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ معظم حضرت عبدالرحمٰن بدخشی کابلی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ حاجی مشہور برمزی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ حافظ سلطان اوبہی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ محمود اسفراری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ سعید معمر چشتی رضی اللہ عنہ

امام الانبیاء والمرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

حضرت شیخ سعید رضی اللہ عنہ نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عالم ملکوت میں مصافحہ فرمایا تھا نہ کہ عالمِ ناسوت میں۔ لیکن حضرت سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات خلاصۃ المناقب میں ہے کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صحابی تھے۔ وہ اپنے صحابہ کے سامنے حضور نبی اکرم ﷺ کے مناقب بیان فرمایا کرتے تھے۔ حضرت شیخ سعید رضی اللہ عنہ نے ان کی خدمت میں عرض کی کہ آپ میرے حق میں دُعا فرمائیں تاکہ میں ان کا زمانہ پاسکوں۔ انہوں نے دُعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی عمر درازی کردی اور انہیں حضرت نبی پاک ﷺ سے مصافحہ کی سعادت نصیب ہوئی۔ حضرت رسول کریم ﷺ نے ان سے فرمایا جو شخص چھ یا سات واسطوں سے تمہارے ساتھ مصافحہ کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ نیز آپ نے ان کی درازی عمر کی دُعا فرمائی اس طرح انہوں نے بہت لمبی عمر پائی۔

سند حدیث مسلسل بالاوّلیہ

حضرت امام ربانی قدس سرہ نے فرمایا میں نے قدوۃ المحدثین حضرت قاضی بہلول سے سنا اور یہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سماعت کی۔

انہوں نے فرمایا یہ حضرت سیدی شیخ عبدالرحمٰن بن فہد سے سنا اور یہ پہلی حدیث تھی جو میں نے ان سے سماعت کی۔

انہوں نے ارشاد فرمایا میں نے اپنے والد ماجد حضرت عبدالقادر بن عبدالعزیز بن فہد سے سنا نیز میں نے ان کے برادر گرامی اور اپنے چچا حافظ جاراللہ بن فہد سے سنا۔ یہ سب سے پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سنی۔

ان دونوں حضرات (والد ماجد اور چچا جان) نے فرمایا ہم نے اپنے والد گرامی حافظ عزالدین بن عبدالعزیز بن فہد سے سنی اور یہ پہلی حدیث ہے جو ہم نے ان سے سنی۔

انہوں نے فرمایا میں نے اپنے سیاحت فرمانے والے جدامجد حضرت تقی الدین محمد بن فہد ہاشمی علوی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا اور یہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سنی۔

انہوں نے بیان کیا کہ میرے سامنے محدثین کرام کی ایک جماعت نے روایت کی جن میں سب سے زیادہ جلیل القدر دو محدثین ہیں۔

(۱) حضرت علامہ برہان الدین انباسی ان سے میں نے سماعت کی۔

(۲) قاضی القضاۃ ابو حامد مطری ان کے سامنے میں نے حرم مکہ مکرمہ میں۔

یہ حدیث پڑھی اور یہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان دونوں حضرات سے سنی۔

ان دونوں نے فرمایا ہمارے سامنے حضرت خطیب صدرالدین ابوالفتح مبرد نے روایت بیان کی۔ علامہ انباسی نے فرمایا میں سب سے پہلے یہ حدیث ان سے سنی۔ اور علامہ مطری نے فرمایا کہ یہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے روایت کی۔

انہوں ے فرمایا ہمارے سامنے شیخ نجیب الدین عبداللطیف حرانی نے روایت کی اور یہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سنی۔

انہوں نے فرمایا ہمارے سامنے حافظ ابوالفرج بن جوزی نے روایت کی اور یہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سماعت کی۔

آپ نے فرمایا ہمارے سامنے حضرت ابوسعید اسماعیل بن ابی صالح نیشاپوری نے روایت بیان کی اور یہ پہلی حدیث ہے جو ہم نے ان سے سنی۔

انہوں نے فرمایا ہمارے سامنے حضرت ابوصالح احمد بن عبدالملک موذن نے روایت کی اور یہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سماعت کی۔

آپ نے فرمایا ہمارے سامنے حضرت ابوطاہر محمد بن محسن انادی نے روایت بیان کی اور یہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سنی۔

انہوں نے فرمایا ہمارے سامنے حضرت ابوحامد بزار رحمۃ اللہ علیہ نے روایت بیان کی اور یہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سنی۔

انہوں نے کہا ہمارے سامنے حضرت عبدالرحمٰن بن حکیم غندری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت بیان کی اور یہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سنی۔

آپ نے کہا ہمارے سامنے حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی اور یہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سنی۔

انہوں نے حضرت عمرو بن دینار سے، انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے آزاد فرمودہ غلام حضرت ابو قابوس سے، انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضرت رسول کریم ﷺ سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا

الراحمون یرحمهم الرحمن ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء.

ترجمہ: رحم کرنے والوں پر خدائے رحمان رحم فرمائے گا۔ تم زمین میں موجود مخلوق پر رحم کرو تم پر وہ ذات رحم فرمائے گی جو آسمان میں ہے۔

آپ قدس سرہ العزیز نے علم قرأت اور فقہ اپنے والد ماجد اور استاذ محترم حضرت علامہ شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کئے۔

علم فقہ آپ نے حضرت شیخ محقق مولانا کمال کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا۔

اصول حدیث کا علم آپ نے قدوۃ العلماء حضرت شیخ یعقوب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے اخذ فرمایا۔

آپ کو صحاح ستہ، امام بخاری کی تمام تالیفات، علم تفسیر میں امام واحدی کی کتب مثلاً وسیط، بسیط اور اسباب النزول، امام بیضاوی کی تفسیر، اور (ان کی کتب) منہاج الوصول، الغایۃ القصوی اور اسی طرح مشکوۃ المصابیح، شمائل ترمذی، جامع صغیر، اور امام سعید بوصیری کے قصیدہ بردہ، کی اجازت امام ربانی قدوہ ارباب کمال حضرت قاضی بہلول بدخشانی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل تھی۔

باب پنجم

تالیفاتِ مبارکہ

آپ کے مکتوبات شریفہ تین جلدوں میں ہیں جو علوم و معارف سے مزین اور حقائق ودقائق کے متعدد ابواب پر مشتمل ہیں۔ ان میں علم شریعت کی تفصیلات اور علم طریقت کی تحقیقات ہیں۔ وہ اس امر کے مستحق ہیں کہ ان کے بارے میں یوں کہا جائے کہ ان کی مانند اور اس قسم کی کوئی تالیف اس سے قبل موجود نہیں تھی۔

شہنشاہ شاہ جہاں کے دربار میں علماء وامراء کے سرپرست جناب میرک شاہ سے پوچھا گیا کہ سلطان روم کے پاس سرزمین ہندوستان میں پایا جانے والا کون سا ایسا تحفہ بھیجا جائے جس کی نظیر اُس علاقہ میں نہ پائی جاتی ہو۔ تو انہوں نے بہت خوب جواب دیا کہ یہ تحفہ حضرت شیخ احمد سرہندی کے مکتوبات ہیں۔ یہ مقدس عجوبۂ روزگار کتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی زمین پر اس کی مثل کوئی اور کتاب نہیں۔

کسی عارف کامل کو یہ کشف ہوا کہ یہ مکتوبات شریفہ حضرت امام مہدی موعود رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیے جائیں گے۔ وہ ان کو پسند فرمائیں گے اور ان کی تعریف کریں گے۔

بیان کیا گیا ہے کہ عارف کامل حضرت میر نعمان رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور عرض کی یا رسول اللہ! میرے مرشد پاک حضرت شیخ احمد نے یوں یوں فرمایا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیخ احمد نے جو کچھ کہا ہے وہ حقیقت کے مطابق ہے۔

آپ (حضرت خواجہ میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ ایک روز میرے دل میں حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکاتیب شریفہ کے معارف میں تردد پیدا ہو گیا کہ کیا یہ معارف اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ ہیں یا نہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں القاء فرمایا کہ یہ سب صحیح میرے ہاں پسندیدہ اور میرے کلام کے پروردہ ہیں۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز کی بقیہ تصانیف کی تفصیل درج ذیل ہے۔

مبدأ و معاد: علم حقائق اور سلوک پر ایک اچھوتا رسالہ ہے۔

معارف لدنیہ: علم تصوف اور وجدانیات کے بیان میں ایک جلیل القدر رسالہ ہے۔

مکاشفات غیبیہ: علم کشف اور عرفان کے بیان میں ہے۔

تحقیق معنی کلمہ طیبہ: کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کے معانی کی تحقیق میں ایک رسالہ ہے۔

اثبات النبوۃ: نبوت کے اثبات اور فلاسفہ کے رد میں ہے۔

شرح رباعیات: اپنے شیخ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کی رباعیات کی شرح ہے۔ صوفیہ کی اصطلاح کے مطابق علم تصوف کے بیان میں ہے۔

تردید مذاہب شیعہ: فرقہ شیعہ کے مختلف مذاہب کے بیان اور ان کی تردید میں ہے۔

یہ تمام رسائل مفید، مطالعہ کے لائق اور دنیا بھر میں مشہور ہیں۔ ان رسائل اور کتب کے علاوہ آپ نے متعدد کتابوں کے اوراق پر مشکل مقامات کے حل اور وارد ہونے والے شبہات کے رد کیلئے جلیل القدر حواشی تحریر فرمائے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ شرح مقاصد

۲۔ عضدی

۳۔ شرح مواقف

۴۔ (تفسیر) بیضاوی وغیرہ۔

آپ کے بارے میں حیرت انگیز اور تعجب خیز امر یہ ہے کہ جب آپ کی عمر مبارک صرف سترہ برس تھی۔ آپ علوم عقلیہ ونقلیہ کی تحصیل سے فارغ ہو کر تدریس وتعلیم، مشکل امور کے حل اور مغلق مقامات کی تشریح میں مشغول ہو گئے۔ آپ کی شہرت ان معاملات میں آفاق میں پھیل گئی۔ علوم ظاہرہ کے علماء اور علوم باطنہ کے عرفاء حقائق ودقائق کے بارے میں اپنی اپنی مشکلات کیلئے تمام اطراف وجوانب سے آپ کی خدمت میں عرائض ارسال کرنے لگے اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جواب میں آپ کے کلام شریف سے اپنے مقاصد اور مطالب کی جانب واضح اور عیاں راہ نمائی پانے لگے۔

باب ششم

کرامات

آپ کی کرامات اتنی کثیر تعداد میں ہیں کہ اس رسالہ میں تمام لکھی نہیں جاسکتیں۔آپ کے حالات میں قابل اعتماد کتابوں اور دیگر راویوں نے آپ کی کرامات سات سو سے زائد نقل کی ہیں۔ میں ان میں سے انتخاب کر کے صرف چند ایک یہاں ذکر کروں گا کیوں کہ قلیل کثیر کا اور قطرہ تالاب کا پتہ بتاتے ہیں۔

(۱)

حضرت شیخ بدرالدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے حالات میں تحریر فرمودہ کتاب (حضرات القدس) میں ذکر کیا کہ آپ کے مریدین میں سے ایک صحیح النسب سید صاحب نے بیان کیا کہ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے سرہند شریف سے بھروچ شہر جانے کا حکم دیا تا کہ وہاں میں آپ کے ایک بھائی صاحب کی تلاش کروں۔ چناں وہ خوش دلی سے ایک اونٹنی پر سوار ہو کر روانہ ہو گئے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک دن میں جنگل میں قضائے حاجت کی وجہ سے اپنے ساتھیوں سے پیچھے رہ گیا۔ اچانک میں نے دیکھا کہ ایک شیر میری طرف رخ کیے ہوئے تھا۔ جب میں نے اسے دیکھا میری عقل زائل ہوگئی اور سخت گھبراہٹ مجھ پر طاری ہوگئی۔ میں نے اس حالت میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو یوں پکار کے عرض کی۔

میرے آقا! آپ نے الوداع کہتے ہوئے مجھ کو فرمایا تھا کہ جب تم کسی ہلاکت میں پڑو تو مجھے یاد کرنا۔ اب میں ہلاکت میں مبتلا ہوں۔ اب میری مدد کا وقت

ہے۔انہوں نے بیان کیا کہ میں نے ابھی یہ بات پوری بھی نہ کی تھی کہ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ میرے سامنے ظاہر ہو گئے۔شیر کی طرف توجہ فرمائی اسے ہاتھ سے چلے جانے کا اشارہ فرمایا۔تو شیر الٹے پاؤں بھاگ گیا پھر آپ میری نظر سے اوجھل ہو گئے۔اور میں ساتھیوں کے ساتھ جاملا۔اپنی کہانی ان کے سامنے بیان کی انہوں نے کہا ہم نے بھی آپ کو دیکھا ہے۔وہ اس سے تعجب کرنے لگے۔

(۲)

ایک قابل اعتماد سید و صاحب نے بیان کیا کہ میں ہندوستان کے دور دراز علاقے میں تھا۔مجھے ایک صحراء میں کافروں کا عبادت خانہ نظر آیا۔جس میں بہت سے بت پڑے تھے۔مجھے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد یاد آیا کہ بتوں کی عبادت کرنے والوں کی توہین اور بتوں کو توڑنا اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد ہے۔میں نے انہیں توڑنا شروع کر دیا اور اس بت خانے کی دیواروں کو گرانے لگا میں اپنے اس کام میں مصروف تھا کہ کفار کی ایک بہت بڑی جماعت جن کی تعداد تقریباً ایک ہزار تھی اچانک مجھے نظر آنے لگی۔ان کے ہمراہ آلات جنگ بھی تھے۔شاید انہیں ہمارے اس عمل کی خبر ہو گئی تھی۔مجھے اور میرے ساتھیوں کو شدید خوف لاحق ہوا۔اب بھاگنے کی کوئی جگہ باقی نہ رہی تھی۔میں نے اس حال میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو یاد کیا۔اور عرض کی اے میرے آقا! یہ سب کچھ میں نے آپ کے حکم سے کیا ہے۔اب ان نافرماں کافروں نے ہمارا محاصرہ کر رکھا ہے۔تو میں نے غیب سے ایک آواز سنی یہ آواز حضرت مجدد پاک قدس سرہ العزیز کی تھی۔آپ فرما رہے تھے تمہیں خوش خبری ہو ہم نے تمہاری مدد کیلئے مسلمانوں کی ایک فوج ارسال کر دی ہے۔میں نے یہ

بات اپنے ساتھیوں کو بتائی تو وہ سارے کے سارے مطمئن ہو گئے۔تھوڑی دیر بھی نہ گزری تھی کہ خشکی کی طرف سے چالیس سوار نمودار ہوئے جو جلدی جلدی کفار کی جانب رواں تھے۔کافر یہ دیکھ کر فرار ہو گئے۔اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان کے شر سے محفوظ رکھا۔پھر ہم نے اس جماعت کو الوداع کہا اور جہاں اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ روانہ ہو گئے۔

(۳)

جہانگیر بادشاہ نے ایک امیر کو، ایک غلطی کی بنا پر، جو اس سے سرزد ہوئی تھی، جیل خانہ میں قید کر دیا۔اس پر اسی حالت میں طویل زمانہ گذر گیا۔ایک رات اس نے اپنی رہائی کی استدعا کے لئے ایک شخص آپ کی خدمت میں روانہ کیا۔آپ نے اس سے فرمایا وہ عنقریب اللہ تعالیٰ کے حکم سے قید خانہ سے باہر آجائے گا۔اس شخص نے عرض کی حضور یہ کب ہو گا۔تو آپ قدس سرہ نے فرمایا کل۔وہ آپ کی مجلس سے خوش ہو کر روانہ ہوا۔جب صبح صادق ہوئی تو اس نے امیر کے پاس قید خانے میں جانے کا ارادہ کر لیا۔رستے میں اس کا گذر ایک قوی الجذبہ مجذوب کے پاس سے ہوا۔وہ اس سے رہائی کی دُعا کا طلب گار ہوا۔اور عرض کی اے اللہ تعالیٰ کے عارف! اس امیر کیلئے دُعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ اسے قید سے نجات عطا فرمائے۔مجذوب جواب میں کہنے لگا۔خواجگان (نقشبندیہ) کے سلسلہ سے ایک شاہباز نے اسے گذشتہ رات اس طرح اپنی طرف کھینچ لیا ہے جس طرح وہ شکار کو کھینچ لیتا ہے۔اور اسے رہا کر دیا ہے اب اسے کسی اور کی دُعا کی ضرورت نہیں رہی۔چناں چہ اسے اسی دن قید سے رہائی ہو گئی اور اس طرح اسے اطمینان نصیب ہوا۔

(۴)

ولی کامل حضرت مولانا یوسف سمرقندی قدس سرہ نے ذکر کیا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ ایک دن صحرا میں گھوڑے پر سوار تھے آپ کے ساتھ اہل طریقت میں سے کچھ افراد بھی تھے۔ میں بھی ان میں شامل تھا۔ اچانک گرمی شدید ہوگئی اور زمین سخت غبار آلود ہوگئی۔ آپ کے ہمراہی از راہِ ادب شکایت نہیں کر رہے تھے لیکن ان کے دلوں میں عرض کرنے کا ارادہ تھا۔ آپ قدس سرہ نے میری طرف دیکھا اور تبسم فرمایا۔ ارشاد فرمایا ہمارے ساتھیوں کو گرمی اور گرد وغبار کے باعث بہت تکلیف اٹھانا پڑی۔ میں نے عرض کی اللہ تعالیٰ نے آپ پر معاملہ کو واضح فرما دیا ہے۔ ہمیں عرض کرنے کی ضرورت نہیں۔ آپ نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی اور کچھ پڑھا تھوڑی ہی دیر کے بعد افق سے بادل کا ایک ٹکڑا نمودار ہوا ہمارے سروں پر آ کر ٹھہر گیا۔ زمین کے جس ٹکڑے پر ہم تھے، وہ وہاں سایہ فگن ہو گیا۔ صرف ہماری جماعت کے اوپر بارش برسنے لگی نیز ٹھنڈی اور خوشگوار ہوائیں چلنے لگیں۔ اور لوگوں نے سکون کا سانس لیا۔

(۵)

سادات کرام سے ایک شخص حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے جنگ کرنے والے صحابہ کرام سے عداوت رکھتا تھا۔ اس کا بیان ہے کہ ایک رات میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کے مکتوبات شریفہ کا مطالعہ کر رہا تھا۔ اس میں حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ارشاد درج تھا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہنا حضرات شیخین کریمین کو برا بھلا کہنے کے برابر ہے۔ یہ پڑھ کر مجھے غصہ آیا

میں نے مکتوبات شریفہ کو زمین پر پھینک دیا اور سو گیا۔

خواب میں مجھے آپ کی زیارت ہوئی آپ فرما رہے تھے اے جوان! تو میرے کلام پر اعتراض کرتا ہے۔ نبی پاک ﷺ کے صحابہ کرام سے عداوت کرتا ہے۔ اگر میرا کلام تمہارے لئے کفایت نہیں کرتا تو میرے پیچھے پیچھے آؤ۔ آپ نے مجھے کھینچ کر ایک بہت بڑے باغ میں داخل کر دیا۔ وہاں میں نے ایک بہت عظیم شخصیت کو دیکھا ان کے بارے میں بتایا گیا کہ یہ حضرت امیر المؤمنین علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ہیں۔ آپ نے مجھ پر نگاہ ڈالی اور فرمایا نبی کریم ﷺ کے صحابہ کے بغض سے ہزار مرتبہ پرہیز کرو۔ ہم آپس میں بھائی تھے۔ ہم نے جس طرح چاہا آپس میں معاملات طے کیے۔ اور کسی کو مناسب نہیں کہ ہمارے درمیان دخل دے۔ اس شخص کی اطاعت سے باہر نہ ہونا۔ یہ فرماتے ہوئے آپ نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کی طرف اشارہ کیا۔

راوی کا کہنا تھا کہ اس کے باوجود میرے دل سے حضرت شیر خدا رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ کرنے والوں کا بغض نہ نکلا۔ اس پر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ ابھی تک بغض وعداوت کی تاریکی سے باہر نہیں آسکا۔ لہٰذا اسے سزا دو۔ اس پر آپ نے میری گردن پر زور سے ضرب لگائی۔ میں جاگا تو مجھے محسوس ہوا کہ میرے دل سے ان حضرات رضی اللہ عنہم کی عداوت خارج ہو چکی تھی۔

(۶)

امیر کبیر ہمت خان سے منقول ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کے کمالات کا انکار کیا کرتا تھا۔ آپ کو برا بھلا کہا کرتا تھا۔

ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ آپ غصہ میں تشریف لائے۔ آپ کے ہاتھ میں ننگی تلوار تھی۔ میں یہ دیکھ کر بھاگ کھڑا ہوا۔ آپ اس وقت فرمار ہے تھے کہ میں تمہاری زبان کاٹ دوں گا۔ میں نے عرض کی میں آپ کے انکار سے توبہ کرتا ہوں لیکن آپ نے فرمایا یہ تلوار خالی نیام میں نہ جائے گی۔ آپ نے اس سے میری زبان پر ایک باریک سی لکیر کھینچی جس سے خون نکلنے لگا۔ جب میری آنکھ کھلی تو میری زبان پر کٹاؤ موجود تھا۔ اور اس سے خون جاری تھا۔ میں عذر خواہی کیلئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کر کے طریقہ میں داخل ہو گیا۔

انہوں نے اس قسم کی بہت سی کرامات کا ذکر کیا ہے۔

(۷)

انہوں نے یا ان کے کسی بھائی نے ذکر کیا کہ اس نے ایک شخص کو دیکھا وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے عداوت رکھتا تھا۔ جب وہ مرا تو اس کی شکل خنزیر کی مانند ہو گئی۔ کہا گیا کہ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کا انکار کرنے والے کی یہی سزا ہے۔ غیب کا علم اللہ کے ہاں ہے۔

(۸)

آپ کی سوانح حیات کے مولف (حضرت بدرالدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ) نے ذکر کیا کہ ایک صبح کو حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے اپنے بھائی شیخ مسعود رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں بہت غور وفکر کی ہے۔ جو ایک قافلہ کے ہمراہ قندھار گئے تھے۔ قافلہ میں تلاش کیا وہ نہ ملے پھر میں نے وہاں شہر کے ایک ایک گھر میں تلاش کیا میں نے ان کو نہ پایا۔ پھر میں نے سرہند سے لے کر قندھار تمام

منازل اوران کے ایک ایک کمرے میں تلاش کیا نہ پایا۔اس کے بعد پوری زمین کے ایک ایک حصہ میں تلاش کیا نہ پایا۔شاید ان کا وصال ہو چکا ہے۔اس کے بعد آپ نے ایک گھڑی تک توجہ فرمائی اور ارشاد فرمایا میرے دل میں القاء کیا گیا ہے کہ وہ فوت ہو چکے ہیں ان کی قبر مسجد کے نزدیک ہے۔مجلس میں موجود افراد نے وہ تاریخ لکھ لی کچھ عرصہ کے بعد ان کی وفات کی اطلاع آئی جس میں اور حضرت مجدد پاک رحمۃ اللہ علیہ کے بیان میں کوئی فرق نہ تھا۔

(۹)

آپ کے سوانح نگار یعنی حضرت شیخ بدرالدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ میرے چچا شیخ محمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اصفہان کی جانب ایک سفر میں تھے۔انہوں نے بتایا کہ میں ایک روز کسی ضرورت کی وجہ سے قافلے سے پیچھے رہ گیا۔قافلہ میری نظروں سے اوجھل ہو چکا تھا۔میں پریشان حال بیابان میں اکیلا رہ گیا تھا ایک چشمے پر آیا وضو کیا اور حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کی بارگاہ میں کچھ وقت تک عاجزی کرتا رہا۔میں نے آپ کو اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا کہ ایک عراقی نسل کے گھوڑے پر سوار ہیں۔میرے پاس تشریف لائے فرمایا اپنا ہاتھ مجھے تھماؤ۔انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا مجھے اپنے پیچھے سوار کر لیا اور جلدی سے چل پڑے۔جب قافلہ کے پاس پہنچے تو مجھے اتارا اور فرمایا قافلہ میں شامل ہو جاؤ۔اور خود نظروں سے اوجھل ہو گئے۔میں اللہ تعالیٰ مجدہ کا شکر کرتے ہوئے قافلہ میں شامل ہو گیا۔

(۱۰)

آپ کے معتبر مریدین کی ایک جماعت نے بیان کیا اور پھر آپ کے سوانح

نگار (حضرت شیخ بدرالدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ) نے تحریر کیا کہ اجین شہر کے سادات کرام میں سے ایک متقی شخص نے کہا کہ میں ایک دکان پر بیٹھا تھا کہ اچانک ایک پرہیزگار آدمی جس کے چہرے سے ریاضت کے آثار اور ہدایت کے انوار عیاں تھے میری طرف متوجہ ہوا۔ مجھے سلام کیا اور میرے قریب بیٹھ گیا۔ کہنے لگا میں پہاڑ کی چوٹی پر ایک خلوت نشین آدمی ہوں۔ میں وہاں سے نیچے نہیں آتا اور نہ ہی خلوت خانہ سے کبھی باہر نکلا ہوں۔ لیکن آج میں اپنے شیخ اور پیشوا حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کی خوشبو پا کر وہاں سے نکلا ہوں۔ جب میں تمہارے پاس پہنچا اس خوشبو میں اضافہ ہو گیا۔ تو میں نے پہچان لیا کہ یہ خوشبو تمہاری وجہ سے تھی۔ شاید تم بھی آپ کے دست گرفتہ افراد میں شامل ہو۔ میں نے کہا ہاں میں بھی آپ کے مریدین میں شامل ہوں۔ ہم آپ کے کمالات اور سیرت طیبہ کا آپس میں تذکرہ کرتے رہے۔ وہ کہنے لگا میں نے آپ سے ایک عجیب بات کا مشاہدہ کیا ہے کہ میں ایک رات عشاء کے بعد آپ کے دروازے پر کھڑا تھا۔ وہاں آپ کے رشتہ داروں سے ایک شخص بھی موجود تھا۔ وہ کہنے لگا میرے ساتھ میرے گھر تک چلو اور رات کے کھانے میں میرے ساتھ شرکت کرو۔ میں اس کے ساتھ چل پڑا۔ اس نے آپ قدس سرہ کے بارے میں شکایتیں کرنا شروع کر دیں۔ آپ کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا اور آپ کی طرف نامناسب باتوں کی نسبت کرنے لگا۔ مجھے اس سے بہت شدید تکلیف ہوئی۔ کھانا ہمارے سامنے پڑا تھا۔ میں نے دیکھا کہ اس کا جسم ٹکڑے ٹکڑے ہونا شروع ہو گیا اور اس کا ایک ایک عضو الگ الگ ہو گیا۔ مجھ پر دہشت طاری ہو گئی اور وہاں سے بھاگ پڑا۔ حضرت قطب الانام رضی اللہ عنہ کے دروازے پر آیا۔ آپ دروازے سے باہر

نکلے۔ مجھے ہاتھ سے پکڑا اور اس شخص کے گھر میں خود اندر تشریف لے گئے اور مجھے گھر سے باہر کھڑا کیا۔ آپ ایک گھڑی وہاں رک کے پھر دروازے سے باہر تشریف لائے۔ وہ شخص صحیح سالم اپنے گھر سے نکل کر آپ کے پیچھے پیچھے آرہا تھا۔ آپ اپنے گھر تشریف لے آئے اور مجھے حکم دیا کہ راز اجنبی لوگوں پر ظاہر نہ کرنا۔

(۱۱)

شیخ بہاء الدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ میں نے بچپن میں قرآن مجید حفظ کیا تھا۔ حافظ قرآن کا لفظ مجھ پر باقی رہ گیا لیکن میں قرآن مجید بھول چکا تھا۔ رمضان المبارک میں ایک رات میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا حافظ صاحب! ہمیں تراویح میں قرآن مجید سناؤ۔ میں نے عرض کی حضور مجھے تو وہ یاد نہیں رہا۔ میں اس سے ایک حرف بھی الا ماشاء اللہ نہیں سنا سکوں گا۔ آپ نے فرمایا تم سنا سکتے ہو۔ محراب میں کھڑے ہو جاؤ۔ میں نے عرض کی جناب یہ کام میری استطاعت سے باہر ہے۔ آپ نے پھر فرمایا یہ تمہاری استطاعت میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے کھڑے ہو جاؤ۔ میں آپ کے حکم کی بجا آوری کیلئے کھڑا ہو گیا۔ آپ کے ارشاد کی برکت سے میں نے اپنے کو ایک سمندر کی طرح محسوس کیا۔ میں نے کھڑے کھڑے دو رکعتوں میں بیس پاروں سے زیادہ پڑھا۔ حضرت مجدد پاک کے علاوہ باقی لوگ بیٹھ گئے آپ نے کھڑے ہو کر یہ رکعتیں ادا فرمائیں۔

(۱۲)

حلب کے رہنے والے ایک شخص نے آپ سے گذارش کی کہ اسے سلسلہ

عالیہ قادریہ کی نسبت القاء کی جائے۔ آپ نے اس کی گذارش کو قبول فرمالیا۔ اور اس سے کہا چند دن تک ہمارے پاس آیا کرو اور ہماری مجلس میں شامل ہوا کرو تا کہ تمہاری مراد پوری ہو سکے۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ ان ایام میں مریدین، جن کا سلوک طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں تھا، کی ترقیات معطل ہو گئیں۔ اور ان کے باطنی حالات پر قبض کی حالت طاری ہو گئی جب کہ پہلے ان پر بسط کی کیفیت طاری تھی۔ انہوں نے اپنے حالات حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیے تو آپ ان کی باتیں سن کر مسکرا دیئے اور فرمایا میں ان ایام میں اس سالک کی تربیت کی غرض سے نسبت قادریہ کی طرف سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی نسبت سے زیادہ متوجہ ہوں۔ میں خود بھی ان کی نسبت عالیہ کے رنگ میں رنگا گیا ہوں۔ اسی کی بدولت تمہارا معاملہ اس طرح ہے جس طرح کہ تم خود دیکھ رہے ہو۔ اس کے بعد آپ اپنی پہلی حالت پر واپس آ گئے اور نقشبندی نسبت کی خلعت کو دوبارہ اوڑھ لیا۔ ان کے حال کی طرف توجہ فرمائی تو ان پر اس سلسلہ عالیہ کے اسرار کا فیضان ہونے لگا۔ اور اس عالی مرتبت نسبت کے انوار کے سمندروں میں غرق ہو گئے۔

(۱۳)

اسی شخص کا بیان ہے کہ مجھے بخار ہو گیا۔ وہ اتنا شدید ہو گیا کہ لوگ میری زندگی سے مایوس ہو گئے۔ راتوں کو جاگ جاگ کر میری موت کا انتظار کرنے لگے۔ میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کی بارگاہ میں متوجہ ہوا۔ اور اپنی حاجت پیش کی۔ اچانک ایک بزرگ شخصیت میرے سامنے ظاہر ہوئی اس کے جسم پر ایک لمبی سفید رنگ کی چادر تھی۔ وہ فرمانے لگے یہ چادر حضرت رسول کریم ﷺ نے قطب

وقت حضرت شیخ احمد فاروقی نقشبندی کو ارسال کی ہے اور انہوں نے تمہاری طرف بھیجی ہے تاکہ تم کو اس چادر کے طفیل شفا نصیب ہو جائے۔ انہوں نے وہ چادر میرے دیکھتے دیکھتے مجھ پر ڈال دی۔ میں نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا میرے ہاتھ تو کچھ نہ لگا لیکن بخار اتر گیا جسم ٹھنڈا ہو گیا۔ میرے بارے میں گمان کیا جانے لگا کہ موت کا وقت آن پہنچا ہے وہ رونے دھونے لگے لیکن میں نے کہا ٹھہر جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کے کرم سے مجھے شفا ہو گئی ہے۔ میں صحت یاب تندرست ہو کر اٹھ بیٹھا۔

(۱۴)

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کے سوانح نگاروں نے بیان کیا کہ بادشاہوں کے استاد حضرت شیخ میرک رحمۃ اللہ علیہ نے بادشاہ کے سامنے بیان فرمایا کہ جب میں ہندوستان میں آیا تو میرے دل میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کے بارے میں غبار اور عداوت تھی۔ کیوں کہ میں نے سن رکھا تھا کہ آپ نے اپنے مکتوبات میں ایسی عبارت لکھ رکھی ہے جس سے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر آپ کی فضیلت لازم آتی ہے۔ اور اس قبیل کی اور عبارت بھی ان مکتوبات میں ہیں۔ جب میں سرہند شہر میں آیا تو میری ملاقات ایسے شخص سے ہوئی جس کے ساتھ میری قدیمی جان پہچان تھی۔ میں نے اسے صلاح وتقویٰ سے آراستہ دیکھا جب کہ اس سے پہلے وہ فسادی لوگوں سے تھا۔ میں نے اس تبدیلی کے بارے میں اس سے دریافت کیا تو وہ کہنے لگا یہ سب کچھ میرے مرشد حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت کی برکت ہے۔ میں کہنے لگا کہ اس شخص کی صحبت سے اس چیز کا تصور کیسے کیا جا سکتا ہے وہ تو ایسا ایسا ہے۔ اس نے کہا اللہ آپ پر رحم فرمائے ان کے

دیکھے بغیر ان کا انکار مت کرو۔ وہ دور حاضر میں اپنے زمانہ کے قطب اور امام ہیں۔ میں نے جواباً کہا میں اس سے ملاقات نہیں کروں گا کیوں کہ میرے دل میں اس کے بارے میں غبار ہے۔ وہ کہنے لگا آپ کا ان سے ملنا ضروری ہے۔ اس پر اس نے اصرار کیا۔ میں نے کہا جب میں ان کے پاس جاؤں گا تو اپنے دل میں تین راز چھپا کر رکھوں گا۔ ایک یہ کہ وہ مجھے میرا نام لے کر پکاریں۔ اور میرے آباؤ اجداد کے نام لیں۔ دوسرا یہ کہ مجھے اس شبہ کے بارے میں خود بتائیں جو ان کے متعلق میرے دل میں جما ہوا ہے۔ تیسرا یہ کہ دورِ حاضر کے فلاں شیخ، جن کا نام انہوں نے بتایا، کے احوال بیان کریں۔ (یہ تینوں باتیں اپنے دل میں ٹھان کر) میں ان کے گھر آیا جب آپ کے پاس آیا تو میرے دل میں بہت زیادہ ہیبت پیدا ہوگئی۔ مجھ پر رعشہ اور دہشت طاری ہوگئی۔ آپ نے مجھے بیٹھنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ جب میں بیٹھا تو تکیہ کے نیچے سے آپ نے ایک کاغذ نکالا۔ میرے سپرد کر دیا۔ اور فرمایا اسے پڑھو۔ میں نے دیکھا کہ یہ وہی مکتوب ہے جس میں وہ شبہ تھا جس نے مجھے آپ کے انکار پر برانگیختہ کیا تھا۔ میں نے اس مکتوب کا اوّل سے لے کر آخر تک کئی بار مطالعہ کیا میں نے اس میں عقاید کے خلاف کوئی چیز نہ پائی۔ پھر آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور میرا نام لے کر مجھے پکارا فرمایا تم فلاں ہو تمہارے باپ کا نام فلاں تھا اور دادا فلاں تھا۔ ان سب کے نام ذکر فرمائے۔ ان کے بہت سے حالات اور خصائل بیان فرمائے۔ پھر اس شیخ کے احوال بھی بیان فرمائے۔ اس سے میں آپ کے کمال اور اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ کے مقام کا معترف ہوگیا۔ آپ کے ارادت مندوں اور ماننے والوں میں شامل ہوگیا۔

(۱۵)

آپ کی حالات زندگی کی کتابوں میں ہے کہ ایک صاحب حال ووجد سالک نے بیان کیا کہ جب دنیا میں آپ کے ارشاد اور عالی مرتبت ہونے کی خبریں مشہور ہوئیں تو میں آپ کے شہر میں ایک تہائی رات گذرنے کے بعد آیا۔ میں نے ایک مسجد میں ڈیرا ڈال لیا۔ محلّہ والوں میں سے ایک شخص نے مجھے دیکھا تو وہ مجھے اپنے گھر لے گیا۔ اس نے میرا حال پوچھا میں نے اسے (آنے کا سبب) بتایا جونہی اس نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی سنا اس نے طعن وتشنیع شروع کردی میرا دل اس سے تنگ ہوا لیکن وہ اسی حال میں مگن رہا۔ اچانک آپ قدس سرہ العزیز ظاہر ہوئے آپ کے دست اقدس میں ننگی تلوار تھی۔ آپ نے اسے قتل کردیا اور نظروں سے اوجھل ہوگئے۔ میرا دل خوف سے بھر گیا۔ اور جلدی سے وہاں سے نکل آیا۔ صبح ہوئی تو آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے ازراہِ کشف مجھے پہچان لیا۔ مجھے آپ گلے سے ملے اور فرمایا جو بات رات کو گذری اس کو دن میں ذکر نہ کرنا۔

(۱٦)

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سوانح نگاروں نے نقل کیا کہ آپ کے مریدین سے ایک نے کہا کہ فرونج کے علاقہ میں مجھے جانے کا اتفاق ہوا۔ میں ایک دن جنگل میں تھا ایک شخص نے دور سے مجھے دیکھا جلدی جلدی چل کر میرے پاس آیا۔ اور کہنے لگا مجھے آپ سے اپنے شیخ کی خوشبو آرہی ہے تم کون ہو اور تمہارے شیخ کون ہیں۔ میں نے اسے بتایا کہ میرے شیخ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ وہ کہنے لگا میرے مرشد اور شیخ بھی وہی ہیں۔ میں نے اس سے پوچھا تمہیں یہ کرامت کہاں

سے حاصل ہوئی۔ اس نے جواب دیا ان کی صحبت کی برکت اور ان کے فیض کے اثر سے مجھے یہ نعمت حاصل ہوئی۔ پھر وہ بتانے لگا میں ایک رات آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ نے فرمایا شاہی باغ میں جاؤ وہ باغ شہر سے باہر ایک میل کے فاصلہ پر تھا۔ آپ نے ایک مقرر جگہ کے بارے میں فرمایا وہاں فلاں فلاں قسم کے درخت ہیں۔ ان درختوں کے آس پاس کچھ فقراء ہوں گے اور فلاں درخت کے نیچے اللہ تعالیٰ کا ایک ولی ہوگا۔ آپ نے اس کا حلیہ مجھے بتایا۔ اور فرمایا اسے میری طرف سے سلام کہنا۔ اور اسے کہنا کہ میرے پاس آئے۔ میں باغ کی طرف گیا بیان فرمودہ جگہ میں پہنچا وہاں فقراء بیٹھے تھے۔ وہ آدمی جس کو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بلا بھیجا تھا وہ درخت سے ٹیک لگائے ہوئے تھا جس طرح کہ آپ نے بتایا تھا۔ اس کی شکل وصورت بھی ویسی تھی جیسی کہ آپ نے بیان فرمائی تھی۔ جب اس نے مجھے دور سے دیکھا تو پوچھنے لگا کیا قطب الاقطاب حضرت شیخ احمد نے مجھے بلایا ہے۔ وہ میرے کہنے کے مطابق میرے ساتھ چل پڑا۔ ہم آپ کے پاس پہنچے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے قہوہ اور چائے کا حکم دیا میں وہ لے آیا۔ اور پیالی حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کو پیش کی۔ آپ نے فرمایا مہمان کے پاس جاؤ۔ میں نے اسے بھی پیالی پیش کی وہ دوسری طرف بیٹھا تھا۔ میں کیا دیکھتا ہوں کہ وہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ اس پر مجھے حیرت ہوئی۔ پھر میں ایک اور پیالی لایا اور اسے لے کر حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گیا تو وہ آنے والا مہمان تھا اس کے بعد میں ایک اور لایا تو فرش کے دونوں جانب حضرت مجدد پاک قدس سرہ تھے۔ وہاں وہ شخص نہ تھا۔ میں پھر ایک اور لایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ فرش کے دونوں جانب وہی شخص تھا

وہاں ہمارے حضرت نہ تھے۔اس مہمان نے آپ کے حضور میرے بارے میں گفتگو کی اور کہا اس شخص نے آپ سے طریقہ قادریہ اخذ کیا ہے۔مناسب یہ ہے کہ سلسلہ عالیہ کے امام حضرت شیخ عبدالقادر کی اسے زیارت کرادیں اس پر آپ مسجد میں تشریف لائے اور فرمایا آسمان پر قطب شمالی کی طرف دیکھو۔میں نے سر کی اپنی ان آنکھوں سے دیکھا کہ ایک نہایت ہی حسین اور جمیل شخص وہاں سے نکلا ہے۔اتر کر ہمارے پاس پہنچا ہے۔اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے معانقہ فرمایا آپ نے مجھ سے فرمایا یہ شیخ معظم حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔اس کی خدمت میں حاضر ہو۔میں نے ان کے قدموں کا بوسہ لیا اس کے بعد وہ اپنی جگہ تشریف لے گئے۔ سوانح حیات میں اس کے قریب قریب ایک اور حکایت بھی ہے۔

(۱۷)

آپ قدس سرہ نے ایک روز کسی ضرورت کی بنا پر منقی کے دانے بازار سے منگوائے۔وہ دانے بولنے لگے اور انہوں نے کہا اے حضرت مجدد الف ثانی! اللہ تعالیٰ نے ہمارے اندر شفا ودیعت فرمادی ہے۔آپ نے ان کو حفاظت سے رکھنے اور بیماروں کو عطا کرنے کا حکم دیا۔خدام نے ان کو بیماروں کیلئے محفوظ کرلیا جس نے بھی ان سے کچھ کھایا اللہ تعالیٰ نے اسے شفا بخش دی۔بالآخر وہ ختم ہوگئے۔

(۱۸)

حضرت سید سعدالدین رحمۃ اللہ علیہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کے خلفائے کرام کے امام حضرت میر نعمان رحمۃ اللہ علیہ کے بھائیوں میں سے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی صحبت کی برکت سے ان پر علم لدنی کا دروازہ کھول رکھا تھا۔

ملکوت کے اسرار ان پر عیاں تھے۔ دیواروں کی دوسری اطراف سے آپ کو نظر آیا کرتا تھا۔ آپ شہر کے لوگوں کے حالات الا ماشاء اللہ بیان کیا کرتے تھے۔ ایک دن دوران نماز ان کو خیال گذرا کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی اگرچہ اپنے زمانہ کے قطب ہیں لیکن میں نے ان سے اس طرح کی کرامات نہیں دیکھیں جس طرح متقدین کی کرامات بیان کی جاتی ہیں۔ اس قبیح خیال کے آتے ہی آپ کے تمام کشفوں پر پردہ چھا گیا۔ سینہ سے پیارا علم سلب ہو گیا۔ اس وجہ سے وہ حیران رہ گئے اور بہت غمگین ہوئے۔ کہنے لگے مجھے اس قبیح خیال پر مواخذہ ہوا ہے۔ نماز مکمل کی اور حضرت مجدد پاک رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں معافی کے لئے حاضر ہوا۔ آپ نے جب مجھے دیکھا تو فرمایا لوگو! یہ سید صاحب کرامت کے طلب گار ہیں۔ جب کہ ہمارے ہاں استقامت کا اعتبار ہے۔ جو کہ کرامت کا طالب ہو اسے چاہیے کہ کوئی اور شیخ تلاش کرے۔ سید صاحب نے توبہ کی اور نادم ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان پر پہلے کی طرح کی حالت کھول دی۔

(۱۹)

حضرت میر نعمان رحمۃ اللہ علیہ کے ایک اور بھائی نے اپنے شہر میں خواب میں دیکھا کہ حضرات مشائخ نقشبندیہ ایک جگہ جمع ہیں۔ نماز کا وقت آیا تو انہوں نے بڑے غور و فکر کے بعد ایک باعظمت شخص کو آگے بڑھایا اس نے ان کی امامت کی میں نے ان کی پہچان کر لی۔ ان کی صورت میرے دل میں آ گئی۔ جب میں ہندوستان میں آیا اور مشائخ کرام کی زیارت کی اور تلاش کیا تو جو صورت میرے دل میں تھی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی شکل و صورت بعینہ اسی طرح کی تھی۔ مجھے معلوم

ہو گیا کہ آپ وہی ہیں۔

(۲۰)

مذکورہ بالا کرامت سے بھی بہتر خواب وہ ہے جو حضرت امیر کبیر حضرت محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا۔ آپ نے خواب میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ان کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ نے فرمایا اے ابوبکر! میرے بیٹے محمد نعمان کو کہہ دو کہ جو شیخ احمد سرہندی کا مقبول ہے وہ میرے ہاں مقبول ہے اور جو میرے ہاں مقبول ہے وہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں مقبول ہے۔ اور جو شخص شیخ احمد کا مردود ہے وہ میرا مردود ہے اور جو میرا مردود ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی مردود ہے۔

حضرت میر نعمان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دل میں کہا خدا کی حمد ہے کہ میں اپنے شیخ کے ہاں مقبول ہوں۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر مذکور کو فرمایا تم ایسے ہی ہو۔

(۲۱)

آپ نے فرمایا میں نے خواب میں ایک بہت بڑا باغ دیکھا جو بہت بلندی پر واقع تھا۔ دنیا میں اس جیسا باغ دکھائی نہیں دیتا۔ گویا تمام جہاں اس میں سمائے ہوئے ہیں۔ سب لوگ اوپر کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ اوپر ایک امیر ہے جو لوگوں کو جو چاہے کرنے کا حکم دیتا ہے اور جس سے چاہے منع کرتا ہے۔ غرض مند لوگ اس کا انتظار کر رہے ہیں اور اس کی طرف جھانک رہے ہیں۔ وہ امیر صرف ایک کلمہ کہتا ہے ساری مخلوق اس سے مطالب اخذ کرتی ہے اور سارے مقاصد کو سمجھتی ہے۔ میں نے کہا

یہ کون ہے۔اوپر دیکھا تو مجھ پر عیاں کیا گیا کہ یہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

(۲۲)

ہم نے اپنی کتاب ''البرہان الجلی فی الذکر الخفی'' میں لکھا کہ آپ حضرت امیر مرتضٰی خان بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر تشریف لائے۔ بہت دیر تک اس کے پاس تشریف فرما رہے۔ جب آپ وہاں سے اٹھے تو آپ سے ان کے بارے میں پوچھا گیا۔فرمایا ان کی روح محبوس، زیر محاسبہ اور عتاب زدہ تھی۔ میں نے اس حالت کو دور کرنے کیلئے توجہ کی۔ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں عاجزی کی۔ یہاں تک وہ آزاد ہوگئی اور اسے رہا کر دیا گیا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سنگیوں میں ایک امیر لاہور آیا وہاں اس کی ملاقات ایک نیکوکار قابل اعتماد شخص سے ہوئی جو حضرت مرتضٰی خان رحمۃ اللہ علیہ کی سرگذشت یوں سنا رہا تھا کہ میں جناب نواب مرتضٰی خان رحمۃ اللہ علیہ کا ساتھی تھا۔ ہم دونوں کے درمیان ایک معاہدہ تھا کہ ہم میں جو پہلے وفات پائے گا وہ دوسرے کو خواب میں اپنا حال بتائے گا۔ وہ مجھ سے پہلے چل بسے۔ میں ہر رات کو طہارت کرتا ان کے ایصالِ ثواب کیلئے نماز نفل پڑھتا اور استغفار کیا کرتا تھا لیکن خواب میں مجھے کچھ نظر نہ آتا۔ دو سال کے بعد ایک رات میں سو رہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ وہ فرحاں وشاداں میرے پاس آئے ان کی حالت ایسی تھی گویا بہت بڑی قید سے رہائی پا کر آئے ہوں۔ میں نے دریافت کیا تمہارا کیا حال رہا۔ اس وعدہ کے باوجود آپ کیوں اس سے پہلے نہ آسکے۔ اس نے کہا بھائی! میں آج تک قید میں زیر محاسبہ تھا۔ جونہی میں نے رہائی پائی میں جلدی سے تمہارے پاس آگیا ہوں۔ میری

رہائی کا باعث یہ ہوا کہ حضرت شیخ احمد سرہندی آج میرے پاس (قبر پر) تشریف لائے۔ وہ مسلسل اللہ تعالیٰ کے دربار میں عاجزی سے دُعا مانگتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے رہا فرما دیا اب میں تمہارے پاس آیا ہوں۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کے سنگی نے کہا میں نے اس سے اس خواب کی تاریخ دریافت کی تو وہ وہی دن تھا جب آپ رحمۃ علیہ نواب مرتضٰی خان رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر تشریف فرما ہوئے تھے۔ میں (حضرت شیخ عبدالاحد وحدت صاحب البرھان الجلی رحمۃ اللہ علیہ) اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تھا۔ سچی بات کے بارے میں اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ تمام احوال میں اسی سے بخشش طلب کی جاتی ہے۔ درود وسلام مخلوق میں سب سے افضل ہستی پر ہو۔

(۲۳)

آپ قدس سرہ العزیز کی سوانح حیات میں ہے کہ آپ نے ایک روز فرمایا میں دیکھتا ہوں کہ میری عمر کے سال حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک کے سالوں جتنے ہوں گے۔ جب وہ وقت قریب آیا تو آپ کی اللہ تعالیٰ کی جانب توجہ اور مخلوق سے قطع تعلقی پہلے کی نسبت زیادہ ہوگئی۔ آپ نے خلوت اختیار کر لی۔

(۲۴)

شب برات میں آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا یہ وہ رات ہے جب کہ بعض لوگوں کے نام زندہ لوگوں کے رجسٹر سے مٹا دیئے جائیں گے اور دوسرے لوگوں کے نام وہاں لکھ دیئے جائیں گے۔ تو آپ قدس سرہ نے جواب میں فرمایا اس شخص کا کیا حال ہوگا جو لوح محفوظ کو دیکھ رہا ہے۔ اور اسے نظر آرہا ہے کہ میرا نام زندہ لوگوں

کے رجسٹر سے مٹا دیا گیا ہے۔ اس سے آپ اپنی ذات والا صفات مراد لے رہے تھے۔ اگلی شب برات کی آمد سے قبل ہی آپ نے وصال فرمایا۔

اس کے بعد آپ نے اس کی صراحت بھی فرما دی۔ اور فرمایا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار گہر بار سے مجھے بہت بڑی بشارات دی گئیں۔ بہت عظیم عنایات عطا ہوئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وراثت میں مجھے مقام شفاعت سے مشرف کیا گیا۔ میرے لئے خوشنودی کا شاہی فرمان اور پروانہ تحریر کر دیا گیا جس میں بہت سے اعزازات اور کرامات مندرج ہیں۔ اس شاہانہ پروانہ کا تعلق آخرت سے ہے جو دنیوی شاہی فرمان کے بدلے میں ہے۔ اس پر آپ نے اپنے سنگیوں اور گھر والوں کو الوداع کہہ دیا۔ اپنی اولادِ کرام کو شریعت مطہرہ اور اتباع نبوی کو لازم پکڑنے کی وصیت فرمائی۔ انہیں ایسے امور کی وصیت فرمائی جو متقی لوگوں کے لائق اور مناسبِ حال ہوتے ہیں ان میں سب سے آخری وصیت وہ ہے جو آپ نے اپنے ہر دو سجادہ نشین حضرات یعنی امت کے افراد کے سردار خازن الرحمۃ حضرت شیخ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ اور قطب العالمین امام العارفین حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کو فرمائی۔ حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کے حالات پر ایک کتاب کا نام اللطائف المدنیہ ہے اور حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل وکمالات پر یواقیت الحرمین ہے۔ آپ نے ان دونوں کو وصیت فرمائی کہ اگر تم پر کوئی ایسا راز عیاں کیا جائے جو اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مطہرہ کے مطابق ہو تو وہ نور اور ہدایت ہے۔ اگر ان دونوں کے خلاف ہو تو وہ تاریکی اور گمراہی ہے۔ اس کے قریب جانے کا قصد بھی نہ کرو۔ اگرچہ وہ صبح تاباں کی مانند ہو۔

میں کہتا ہوں آپ قدس سرہ العزیز کا یہ ارشاد شریعت مطہرہ کے ادب اور حکم الٰہی کے سامنے عاجزی اختیار کرنے کیلئے ہے۔ ورنہ ان حضرات گرامی قدر کے مکاشفات کا کتاب وسنت کے مخالف ہونا ممکن ہی نہیں۔

آپ کا انتقال تریسٹھ برس کی عمر میں منگل کے روز اٹھائیس صفر المظفر ۱۰۳۴ھ ہجری کو ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی قبر مبارک کو منور رکھے۔ لوگوں نے آپ کے انتقال کے وقت اس سے پہلے اور بعد میں بہت سی عظیم نشانیاں اور کرامات دیکھیں۔ ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

(۱)

آپ قدس سرہ العزیز نے ایک روز گھر کے ایک کونے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا میں نے اس جگہ کعبہ معظمہ کے نور کی مانند ایک بہت عظیم الشان چمکتا ہوا نور دیکھا ہے۔ جس کے باعث مجھے حیرانی ہوئی۔ اس پر ندا آئی کہ یہ آپ کے قلب مبارک کے انوار سے ہے یہاں اس لئے ودیعت کیا ہے تا کہ تمہاری قبر اس جگہ میں ہو۔ جب آپ کا وصال مبارک ہوا لوگ جمع ہوئے اور آپ کی قبر انور کی جگہ کے بارے میں بات چیت کرنے لگے۔ اس بات پر اتفاق ہوا کہ آپ کی قبر مسجد کے قریب ہو چناں چہ ایسا ہی ہوا اتفاق سے یہ جگہ وہی تھی جو آپ نے اپنے وصال مبارک سے دس سال قبل متعین فرمائی تھی۔

(۲)

جب آپ کو دفن کیا جا چکا تو اس روز آسمان کے اطراف انتہائی سرخ رنگت کے ہو گئے۔

(۳)

آپ رضی اللہ عنہ کبھی کبھی صبح کے وقت یا رات کو اپنی قبر سے باہر تشریف لے آتے۔ بعض لوگ آپ کی زیارت کرتے، اور انتہائی تعجب کی بات یہ ہے کہ کبھی آپ نماز کی صف میں شامل ہو جاتے۔ لوگوں کے ذہنوں سے یہ بات محو ہو جاتی کہ آپ کا انتقال ہو چکا ہے۔ جب جماعت ہو چکتی لوگ متنبہ ہوتے آپ کی طرف جلدی جلدی آتے لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ نظروں سے غائب ہو چکے ہوتے۔

(۴)

حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز کے بڑے صاحب زادے خازن الرحمۃ حضرت شیخ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں رات کو آپ کے مزار شریف کے قریب ایک حجرہ میں رہا کرتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کئی راتوں کو اپنی قبر انور سے باہر تشریف لاتے۔ گھر کے صحن میں چکر لگاتے۔ قرآن مجید باآوازِ بلند تلاوت فرماتے۔ میں ادب کے باعث آپ سے تعرض نہ کرتا۔

ایک رات میں وہیں تھا۔ آپ اپنے مزار اقدس سے باہر آئے۔ میری طرف رخ فرمایا میرے حجرہ میں تشریف لے آئے میں آپ کو وہاں پا کر کھڑا ہو گیا آپ نے مجھے اپنی گود میں لیا۔ مجھے کھینچا اور بھینچا پھر آپ چلے گئے۔ اور اپنی جگہ پر تشریف لے گئے۔

اسی طرح کا ایک واقعہ حضرت میر نعمان رحمۃ اللہ علیہ سے بھی مروی ہے۔

آپ کے وصال پر آپ مریدین اور سنگیوں نے فارسی اور عربی نظم اور نثر میں دو سو سے زیادہ تاریخی مادے استخراج کیے ہیں۔ جن میں سے دس درج ذیل

ہیں۔

۱۔ مرآت جمال اللہ	۲۔ اکبر آیۃ من آیات ربہ
۳۔ رفیع المناقب	۴۔ باعث نجات ابد
۵۔ اکمل الافاضل	۶۔ ہواشرف العالمین
۷۔ الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب	
۸۔ العارف الذی وہب لہ ربہ	۹۔ وارث الرسول
۱۰۔ خیر المناقب	

باب ہفتم

چند ارشادات مبارکہ

ان ارشادات میں سے بعض کو (فارسی سے عربی زبان میں ترجمہ کئے بغیر) اپنی اصلی حالت میں درج کیا ہے۔ جب کہ بعض کا عربی میں ترجمہ کر کے شامل کتاب کیا ہے۔

(۱)

پہلے عنایتِ الٰہیہ نے مجھے مرادافراد کی مانند اپنی طرف کھینچا۔ پھر سلوک کی منازل میرے لئے آسان کیں۔ پہلے پہل میں نے اللہ تعالیٰ کو اشیاء کا عین پایا۔ پھر اسے اشیاء میں حلول اور سریان کے بغیر پایا۔ اس کے بعد اشیاء کے ساتھ معیت ذاتیہ سے متصف پایا۔ زاں بعد اشیاء کے بعد پھر ان سے پہلے پایا۔ پھر میں نے اللہ تعالیٰ کو (بصیرت کی آنکھ سے) دیکھا اور کسی شے کو نہ دیکھا۔ توحید شہودی کا یہی مفہوم ہے۔ اس کیفیت کو فنا سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور یہ ولایت کے میدان میں رکھا جانے والا پہلا قدم ہے۔ اور سب سے پہلا کمال ہے جو آغاز میں حاصل ہوتا ہے۔ اور یہ رویت، مراتب مذکور سے کسی مرتبہ میں ہو پہلے آفاق میں پھر نفس میں حاصل ہوتی ہے۔

پھر میں نے بقا کی جانب ترقی کی جو ولایت کے میدان میں دوسرا قدم ہے۔ پھر میں نے اشیاء کو ثابت پایا اللہ تعالیٰ کو ان کا عین بلکہ اپنی ذات کا عین پایا۔ پھر میں نے اللہ تعالیٰ کو اشیا میں بلکہ اپنی ذات میں پایا۔ اس کے بعد میں نے اسے

اشیاء کے بعد بلکہ اپنے نفس کے بعد پایا۔ زاں بعد میں نے اشیاء کو دیکھا اور اللہ تعالیٰ کو بالکل نہ دیکھا یہ وہ نہایت ہے جہاں سے بدایت کی طرف رجوع ہوتا ہے۔ اور عوام کے مرتبہ کی جانب واپسی ہوتی ہے۔ مخلوق کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے کا یہ سب سے کامل مقام ارشاد تکمیل کی سب سے کامل منزل اور مخلوق کے ساتھ کامل ترین مناسبت ہے جو کمال افادہ اور استفادہ کا تقاضا کرتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے وہ اس سے نوازتا ہے اللہ تعالیٰ بڑا احسان فرمانے والا ہے۔ تمام مذکور احوال اور اوپر درج تمام کمالات مجھے حاصل ہیں۔ بلکہ ہر حال اور ہر کمال حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل مجھ تک پہنچا ہے۔

(۲)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

ان اللہ یبعث علی راس کل مائة سنة من ھذہ الامة من یجدد لھا دینھا۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ہر سو سال کے سرے پر اس امت میں ایسی شخصیت کو مبعوث فرماتا ہے جو اس کیلئے اس کے دین کی تجدید کرتا ہے۔

بلا شبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے الہام فرمایا ہے کہ تم گیارہویں صدی میں مبعوث ہونے والے مجدد ہو۔ اور مجھ پر یہ بات عیاں کی گئی ہے کہ تم مجدد الف ثانی ہو۔ یعنی تم ایسی شخصیت ہو کہ قیامت تک جو آئے گا اس کو بارگاہ صمدیت سے فیض تمہارے واسطے سے پہنچے گا۔ اگرچہ وہ قطب ہوں، اوتاد ہوں یا ابدال ہوں۔ انہیں اس کا علم ہو یا نہ ہو۔ دو شخصوں کے علاوہ ہر کوئی اسی کے وسیلہ سے واصل باللہ ہوگا۔ اور وہ حضرت عیسیٰ

علیہ السلام اور حضرت مہدی موعود علیہ الرضوان ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو صاحب نبوت ہیں اور طریقِ نبوت میں واسطہ نہیں ہوتا۔ اور حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کا وصول بھی نبوت کی راہ سے ہوگا نہ کہ ولایت کی راہ سے۔ جیسا کہ اپنے مقام پر تفصیل سے بیان ہو چکا ہے۔

(٣)

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کو سزاوار ہیں اور اس کے برگزیدہ بندوں پر سلام نازل ہو۔

اے سچے دوست! یہ جان لو کہ کسی بشر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا کلام کبھی روبرو ہوتا ہے کلام کی یہ کیفیت انبیائے کرام علیہم السلام کے لئے ہوتی ہے۔ اور کبھی یہ کلام ان کے کامل متبعین کے ساتھ تبعیت اور وراثت کے باعث بھی ہوتا ہے۔ جب کسی سے اس قسم کا کلام کثرت سے ہو تو اسے مُحَدَّث کہتے ہیں جیسا کہ امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے ہوتا تھا۔ یہ کلام، الہام اور دل میں القاء کرنے اور فرشتے کے ساتھ کلام کے علاوہ ہوتا ہے۔ اس کلام سے صرف کسی کامل انسان کو مخاطب کیا جاتا ہے جو عالم امر و خلق، روح و نفس اور عقل و خیال کا جامع ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے جسے چاہے مختص فرما لیتا ہے اللہ تعالیٰ بڑا احسان فرمانے والا ہے۔

روبرو کلام سے یہ لازم نہیں آتا کہ کلام کرنے والا، کلام سننے والے کو دکھائی بھی دے کیوں کہ ممکن ہے اس کی نظر کمزور ہو۔ جو اس کے انوار کے حسن کی تاب نہ رکھتی ہو۔ جیسا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رویت باری تعالیٰ کے متعلق سوال کے جواب میں فرمایا ایک نور ہے جو میں دیکھتا ہوں۔ نیز روبرو ہونے کی

صورت میں شہودی حجابات اٹھ جاتے ہیں نہ کہ وجودی پردے۔ اسے سمجھ لو۔ کیوں کہ یہ بہت عظیم الشان معرفت ہے۔ شاذونادر ہی کسی نے اس کے بارے میں گفتگو کی ہے۔ ہدایت کی اتباع کرنے والوں پر سلام ہو۔

(۴)

حضرت شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مشائخ کرام میں سے ہر کسی کے آئینہ کی دو جہتیں ہیں۔ لیکن میرے آئینہ کی چھ جہتیں ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اس ارشاد مبارک کی وضاحت اس خاندان عالیہ کے خلفاء میں کسی نے یقیناً نہیں کی۔ بلکہ رمز اور اشارہ سے بھی اس بارے میں گفتگو نہیں کی۔ اس فقیر کو کیا حق پہنچتا ہے کہ اس کی شرح کرے یا اس کی توضیح میں زبان کھول سکے۔ لیکن چوں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے محض اپنے کرم سے اس معما کو اس فقیر حقیر پر واضح کیا ہے اور اس کی حقیقت کو کما حقہ ظاہر کیا ہے۔ اس پاک ذات نے میرے دل میں القاء کیا کہ اس چھپے ہوئے موتی کو وضاحت کے پوروں سے تحریر کی لڑی میں پرودے۔ اور ترجمانی کی زبان کے ساتھ اس کی تقریر کرے۔ استخارہ کرنے کے بعد میں نے اسے شروع کیا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے عصمت اور توفیق کا سوال ہے۔

جاننا چاہیے کہ آئینہ سے مراد عارف کا قلب ہے جو روح اور نفس کے درمیان برزخ ہے اور دو جہتوں سے مراد روح اور نفس کی جہتیں ہیں۔ مقام قلب تک رسائی کے وقت باقی مشائخ کرام پر یہ دونوں جہتیں منکشف ہو جاتی ہیں اور ان پر دو مقامات کے علوم و معارف جو قلب کے ساتھ مناسبت رکھتے ہیں ان پر نازل ہونے لگتے ہیں۔ اس کے برعکس حضرت شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے جس طریقہ

سے ممتاز فرمایا ہے۔ ان کے اس مقام میں نہایت ہدایت میں شامل ہے۔ اس طریقہ میں قلب کے آئینہ میں چھ جہات ظاہر ہو جاتی ہیں۔

اس کی وضاحت یہ ہے کہ اس سلسلہ عالیہ کے بزرگوں پر اللہ تعالیٰ نے یہ حقیقت عیاں فرمادی ہے کہ انسانوں کے تمام افراد ہیں جو چھ لطائف یعنی نفس، قلب، روح، سر، خفی اور اخفی پائے جاتے ہیں۔ اکیلے قلب میں بھی پائے جاتے ہیں۔ چھ جہات سے آپ کی مراد یہ چھ لطائف ہیں۔ باقی مشائخ کرام کی سیر قلب کے ظاہر ہوتی ہے لیکن ہمارے ان مشائخ کرام کی سیر قلب کے باطن میں ہوتی ہے۔ اس سیر کے باعث وہ ابطن بطون تک رسائی حاصل کر لیتے ہیں۔ ان چھ لطائف کے علوم ومعارف ان پر مقام قلب میں ہی ظاہر ہو جاتے ہیں۔ لیکن یہ علوم صرف وہ ہوتے ہیں جن کو مقام قلب سے مناسبت ہوتی ہے۔ حضرت شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد مبارکہ کی وضاحت یہ تھی۔

اس فقیر پر مشائخ کرام کی برکت سے بہت زیادہ انکشاف ہوئے اور تحقیق کے بعد تدقیق کا مرتبہ حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

واما بنعمة ربک فحدث۔

ترجمہ: رب تعالیٰ کی نعمتوں کو بیان کرو۔

اس آیت مبارکہ کے حکم کے مطابق اس مزید انکشاف سے ایک رمز اور اس تدقیق سے ایک اشارہ کا ذکر کرتا ہوں۔ حفاظت اور توفیق اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔

معلوم ہونا چاہیے کہ جس طرح قلب پر چھ لطائف کو اپنے ضمن میں لئے

ہوئے ہوتا ہے اسی طرح قلبِ قلب بھی ان لطائف کو متضمن ہوتا ہے۔ لیکن قلبِ قلب میں دائرہ کی تنگی یا کسی دوسرے راز کی بدولت ان چھ لطائف میں دو لطیفے یعنی لطیفہ نفس اور لطیفہ اخفیٰ جزئیت کے انداز میں ظاہر نہیں ہوتے۔ مرتبہ ثالثہ میں بھی قلب کا یہی حال ہوتا ہے لیکن اس مرتبہ میں لطیفہ خفی بھی ظاہر نہیں ہوتا۔ مرتبہ رابعہ میں بھی قلب کا یہی حال ہوتا ہے لیکن اس مرتبہ میں لطیفہ سر ظاہر نہیں ہوتا۔ مرتبہ خاصہ میں لطیفہ روح بھی ظاہر نہیں ہوتا۔ اس مرتبہ میں قلب محض اور بسیط رہ جاتا ہے۔ اس میں کسی اور شے کا اعتبار نہیں ہوتا۔ یہاں بعض معارف عالیہ کو جاننا ضروری ہے تا کہ ان معارف کی بدولت النہایت انہایت اور غایۃ الغایۃ تک رسائی حاصل کی جا سکے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عطا فرمودہ توفیق سے میں کہتا ہوں کہ جو کچھ عالم کبیر میں تفصیل کے ساتھ ظاہر ہے وہ سب کچھ عالم صغیر مین اجمالی انداز میں ظاہر ہے۔ عالم صغیر سے مراد انسان ہے۔ لہذا جب عالم صغیر کا زنگ اتار کر اسے روشن اور پرنور کر دیا جائے تو اس میں آئینہ کی مانند وہ تمام اشیاء عیاں ہو جاتی ہیں جو عالم کبیر میں تفصیل کے ساتھ پائی جاتی ہیں کیوں کہ زنگ اترنے اور پرنور ہو جانے کے باعث اس کا ظرف وسیع ہو جاتا ہے۔ اور اس کے کوتاہ ہونے کا حکم زائل ہو جاتا ہے۔ یہی کیفیت قلب کی ہے۔ جس کی نسبت عالم صغیر سے اس جیسی ہے جیسی عالم صغیر کہ جمال اور تفصیل میں عالم کبیر کے ساتھ ہے۔ لہذا جب عالمِ اصغر یعنی عالمِ قلب صیقل ہو جاتا ہے۔ تو اس پر چھائی ہوئی تاریکی چھٹ جاتی ہے اس میں آئینہ کی طرح تمام چیزیں جو عالم صغیر میں تفصیل کے ساتھ موجود ہوتی ہیں عیاں ہو جاتی ہیں۔ قلب کی نسبت قلب القلب میں بھی جمال اور تفصیل کے اعتبار سے یہی حال ہے۔ اس میں تفصیل کا ظہور ہو جاتا ہے

اگر چہ یہ مجمل ہوتا ہے۔ اجمال اور تفصیل میں تیسرے مرتبے اور چوتھے مرتبہ میں اسی قیاس کے مطابق ہوتا ہے۔ (یعنی درجہ سوم میں تفصیل اور اس سے اگلے درجہ یعنی چوتھے درجہ میں اجمال ہوتا ہے) مراتب سابقہ میں موجود تفصیل کا ظہور ان دو مراتب میں صقالت اور نورانیت کے باعث ہوتا ہے۔ اسی طرح قلب کا پانچواں درجہ بسیط ہوتا ہے اور اس میں کسی اور چیز کا اعتبار نہیں ہوتا اس میں بھی کامل تصفیہ کے بعد وہ تمام اشیاء ظاہر ہو جاتی ہیں جو تمام عوالم یعنی عالم کبیر، عالم صغیر اور عالم اصغر میں ظاہر ہوتی ہیں۔ جیسا کہ اوپر گزر چکا۔ لہذا اس پانچویں درجے میں قلب تنگ ہونے کے باوجود وسعت رکھتا ہے۔ وسیع ہونے کے ساتھ مزید وسعتوں کا حامل ہوتا ہے۔ قلیل تر ہونے کے باوجود کثیر تر ہوتا ہے۔ چیزوں میں کوئی اور چیز اس کیفیت کے ساتھ پیدا نہیں ہوئی۔ اس عجیب و غریب لطیفہ کے علاوہ کوئی اور شے ایسی موجود نہیں جو اس کے خالق جل وعلا کے ساتھ اس سے بڑھ کر مناسبت رکھتی ہو۔ اس کا لازمی نتیجہ ہے کہ اس میں اس کے خالق سبحانہ وتعالیٰ کی عجیب و غریب نشانیاں ظاہر ہیں جو اس کی کسی اور مخلوق میں نہیں۔ اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے اس حدیث قدس میں فرمایا۔

لا یسعنی أرضی ولا سمائی لکن یسعنی قلب العبد لمومن۔

ترجمہ: میں نہ اپنی زمین میں سماتا ہوں اور نہ اپنے آسمان میں۔ لیکن میں صاحبِ ایمان بندے کے دل میں سما جاتا ہوں۔

عالم کبیر اگر چہ ظہور کے اعتبار سے آئینوں میں سب سے وسیع آئینہ ہے۔ لیکن اسے اپنی کثرت اور تفصیل کی بدولت ذات باری تعالیٰ سے کوئی مناسبت نہیں ہے۔ جس میں نہ کوئی کثرت پائی جاتی ہے اور نہ ہی کوئی تفصیل۔ اس کی ذات کی

مناسبت کے لائق جیسا کہ عیاں ہے وہی شے ہو سکتی ہے جو تنگ ہونے کے باوجود وسیع تر ہو۔ بسیط ہوتے ہوئے اس میں بہت زیادہ وسعت ہو۔ قلیل تر ہونے کے باوجود اس میں بہت زیادہ کثرت بھی موجود ہو۔ جب کوئی عارف جس کو کامل تر معرفت حاصل ہو اور جس کا شہود مکمل تر ہو اس مقام پر پہنچ جاتا ہے جس کا وجود بہت نادر اور جس کا مرتبہ بہت شرافت و عظمت والا ہے تو وہ عارف سارے جہانوں اور تمام ظہورات کا قلب بن جاتا ہے۔ ایسا عارف ہی ولایت محمدیہ سے متحقق اور دعوت مصطفویہ سے مشرف ہوتا ہے چناں چہ (باقی اولیائے کرام یعنی) اقطاب، ابدال اور اوتاد اس کی ولایت کے دائرہ میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اور افراد، احاد اور اولیائے کرام کے باقی گروہ اس کی ہدایت کے انوار کے تحت داخل ہوتے ہیں۔ کیوں کہ وہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب اور اللہ تعالیٰ کے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت سے مزین ہوتا ہے۔ اس عظیم نسبت کا وجود بہت نادر ہے مرادین سے کسی کسی کے ساتھ یہ مخصوص ہوتی ہے۔ مریدین کیلئے اس کمال سے کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ یہ عظمت والی غایت اور سب سے آخری انتہا ہے جس سے بالاتر کوئی اور کمال نہیں اور نہ اس سے بڑھ کر اور کوئی عطیہ ہے۔ اگر ان صفات کا حامل کوئی عارف ہزاروں سال کے بعد بھی پایا جائے تو اس کا وجود غنیمت شمار ہوگا۔ اس کی برکتیں طویل زمانوں اور دراز مدتوں تک جاری و ساری رہتی ہیں۔ ایسی ہستی کا کلام دوا اور نظر شفا ہوتی ہے۔ اس بہترین امت سے حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ اسی نسبت شریفہ سے مزین ہو کر عنقریب موجود ہوں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑا احسان فرمانے والا ہے۔

اس سب سے بڑی نعمت کا حصول، جذبہ اور سلوک ہر دو طریق کی تفصیل یعنی ایک ایک کر کے تمام مراتب کی تکمیل اور ایک ایک کر کے تمام درجات کی بقائے اکمل اور فنائے اکمل کے اکمال سے تعلق رکھتا ہے۔ اور یہ (مراتب ومقامات کی تکمیل) حضرت سید المرسلین اور محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع کے بغیر میسر نہیں آسکتی۔ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جس نے ہم کو ان کی اتباع کرنے والوں سے بنایا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہمیں آپ کی کامل اتباع، اس پر ثابت قدمی اور آپ کی شریعت مطہرہ پر استقامت نصیب کرے۔ اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے جو ہماری اس دُعا پر آمین کہے۔ یہ معارف ایسے دقیق اسرار اور خاص اشارات سے ہیں جن کے بارے میں اکابر اولیائے کرام میں کسی نے لب کشائی نہیں فرمائی اور اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں میں کسی نے ان کی طرف اشارہ تک نہیں فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس بندے کو ان اسرار اور ان کے اظہار کیلئے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل منتخب فرمالیا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

اگر پادشہ بر در پیرزن

بیاید تو اے خواجہ سبلت مکن

ترجمہ

اگر بڑھیا کے دروازے پر آئے سلطاں

تو اے حاکم نہ ہو ہرگز پریشاں

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبولیت کسی علت یا کسی سبب سے وابستہ اور متعلق نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ جو چاہے کرتا ہے اور جیسا چاہتا ہے حکم فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جس

کو چاہے اپنی رحمت سے خاص کر لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔ اس کی بہترین مخلوق حضرت محمد مصطفیٰ اور آپ کی آل پاک، تمام انبیاء و مرسلین، ملائکہ مقربین اور اللہ تعالیٰ کے تمام بندگانِ صالحین پر درود و سلام اور برکت کا نزول ہوتا رہے۔ ہدایت کی اتباع کرنے والے اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کو پختہ طریقہ سے اپنانے والے پر سلام ہو۔

(۵)

اللہ تعالیٰ نے مجھ پر عیاں فرمایا ہے کہ ہندوستان میں انبیاء و رسل مبعوث ہوئے ہیں اس نے مجھے ان کے اسمائے گرامی، مقامات اور دیہات جن میں ان کی بعثت ہوئی اور ان کی قبروں کا علم عطا کیا ہے۔ مجھے ان کی قبروں پر چمکتے نور دکھائی دیتے ہیں۔ جن لوگوں نے ان پر ایمان قبول کیا، ان کے مقامات اور درجات مجھ پر منکشف کر دیئے گئے ہیں۔ اگر میں چاہوں تو ان سب چیزوں کو ذکر کروں۔ جتنے نبی یہاں مبعوث ہوئے ان میں سے کوئی نبی ایسا نہیں جس پر تین سے زیادہ لوگ ایمان لائے ہوں۔ کچھ نبی ایسے ہیں جن پر ایک شخص ایمان لایا کچھ رسول ایسے ہیں جن پر دو، کچھ ایسے ہیں جن پر تین اور کچھ ایسے ہیں جن پر ان کے وصال فرما جانے تک کوئی شخص ایمان نہ لایا۔

(۶)

ان دنوں عرش مجید سے اوپر عروج کثرت سے وقوع پذیر ہوتا ہے۔ پہلے پہل جب عرش سے اوپر عروج حاصل ہوا اور میں نے یہ سفر طے کیا تو جنتِ خلد کو اس کے نیچے دیکھا۔ دل میں آیا کہ وہاں میں لوگوں کے مقامات تو دیکھ لوں۔ بعض لوگوں

کے مقامات مجھ پر منکشف ہوئے۔ میں نے ذوق اور شوق کے اعتبار سے نیز مرتبے اور جگہ کے لحاظ سے ان کو مختلف مقامات پر دیکھا ایک اور مرتبہ مجھ پر مشائخ کرام، اہل بیت عظام، خلفائے راشدین، حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے مقامات وہاں یعنی عرش مجید سے اوپر منکشف ہوئے۔ اسی طرح تمام انبیائے کرام اور ملاءِ اعلیٰ کے مقامات اس کے اوپر، ان کے درجات کے لحاظ سے مجھ پر عیاں ہوئے۔ جب عرش مجید سے اوپر مجھے عروج نصیب ہوا اور میں نے زمین کے مرکز سے لے کر عرش تک مسافت کر لی تو میں نے وہاں حضرت خواجہ شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کا مقام دیکھا آپ کے مقام سے تھوڑا سا اوپر بعض مشائخ کے مقامات ملاحظہ کئے ان میں حضرت شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ ابو سعید خزار رحمۃ اللہ علیہ شامل تھے۔ بعض مشائخ کرام کو آپ کے مقام میں دیکھا باقی مشائخ کرام کے مقامات اس سے نیچے اور بعض کے اسی مقام پر تھے۔ اس مقام کے نیچے حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ اور شیخ علاؤ الدولہ رحمۃ اللہ علیہما تھے۔ اس مقام سے اوپر حضرات ائمہ اہل بیت کا مقام تھا۔ اس سے بلندی پر حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا مقام تھا۔ تمام انبیائے کرام علیہم السلام کے مقامات اور ان سے اوپر ایک جانب ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام تھا۔ اسی طرح عالی مرتبت فرشتوں کے مقامات دوسری جہتوں میں تھے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام سب سے ارفع و اعلیٰ تھا۔ جب کبھی میں اس عروج کی خواہش کرتا ہوں تو یہ مجھے میسر آجاتا ہے اور کبھی یہ ارادے کے بغیر بھی نصیب ہو جاتا ہے۔

(۷)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

واما بنعمة ربک فحدث (والضحیٰ۔۱۱)

ترجمہ: اپنے رب کی نعمت کا چرچا کرو۔

ایک روز میں اپنے احباب طریقت کے حلقہ میں تھا۔ میرے دل پر کوتاہی اور نقص کا اس حد تک غلبہ تھا کہ میں گمان کرنے لگا کہ اہل کمال اور ارباب حال کے ساتھ مجھے کچھ مناسبت حاصل نہیں۔ میں اسی حال میں تھا کہ میرے باطن میں آواز دی گئی کہ میں نے آپ کو بخش دیا اور قیامت تک ہونے والے ان لوگوں کو بھی بخشش سے نواز دیا جنہوں نے میری بارگاہ میں آپ کا وسیلہ کسی واسطہ سے یا کسی واسطہ کے بغیر اختیار کیا۔ اس نداء کو تکرار کے ساتھ اتنی بار دہرایا گیا کہ شک کی کوئی مجال نہ رہی۔ اس انعام ربانی کے حصول پر اللہ تعالیٰ کی بہت زیادہ حمد ہے۔ ایسی حمد جو پاکیزہ اور برکت والی ہو جیسی ہمارا پروردگار پسند کرتا ہے اور راضی ہوتا ہے۔ اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کی آل پر درود و سلام ہو جیسا کہ مناسب ہے۔ پھر مجھے حکم دیا گیا کہ اس مکاشفہ کا اظہار کروں۔ بیشک اللہ تعالیٰ وسیع بخشش والا ہے۔

(۸)

جب میں سلسلہ مشائخ نقشبندیہ قدست ارواحہم میں اپنے شیخ (حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ) کی صحبت سے مشرف ہوا آپ کی توجہ کی برکت سے وہ جذبہ جو صفت قیومت میں فنا کے بعد حاصل ہوتا ہے، مجھے حاصل ہو گیا۔ اندراج النہایت فی البدایت سے شرف یاب ہوا جو اس سلسلہ عالیہ کے خصائص میں سے ہے۔

پھر یہ جذبہ پختہ ہوگیا اور مجھے سلوک کی منزلیں حاصل ہوئیں۔ میں نہایت تک پہنچ گیا یعنی حضرت شیر خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی مدد سے اس اسم سے واصل ہوگیا جو اس کا مربی یعنی پرورش کنندہ ہے۔ اس مقام سے پھر قابلیت اولیٰ تک ترقی نصیب ہوئی۔ جس سے مراد حقیقت محمدیہ ہے۔ یہ ترقی حضرت شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی مدد سے حاصل ہوئی۔ پھر اِس مقام سے اُس مقام تک ترقی نصیب ہوئی جو اس قابلیت کا اجمال ہے۔ یہ اقطاب محمدیہ کا مقام ہے۔ یہ عروج اور ترقی حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی مدد سے نصیب ہوئے اس دوران حضرت خواجہ شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کی تھوڑی سی مدد بھی شامل حال رہی۔ جو اپنے زمانہ کے قطب ارشاد تھے۔ جب میں اس عالی مقام پر پہنچا تو بارگاہ نبوی سے مجھے قطب ہونے کی خلعت عطا کی گئی۔ اور اس منصب سے میں شرف یاب ہوا۔ اس کے بعد مجھے عنایت الہیہ نے اپنی طرف کھینچا تو مجھے مقامِ اصل تک عروج حاصل ہوا جو ظل سے ملا ہوا تھا۔ یہ مقام اقطاب کے مقام سے بالا ہے اور افراد کے ساتھ مختص ہے یہاں پر مجھے فنا اور بقا حاصل ہوئی۔ پھر عنایت صمدی میرے شامل حال ہوئی۔ اس نے مجھے خاص اصل تک پہنچا دیا۔ اس عروج کے دوران غوث اعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کی جانب سے بہت زیادہ مدد اور قوی تصرف نصیب ہوا جس کی بدولت میں اصل الاصل کے مقام تک پہنچا۔ وہاں سے دنیا کی طرف نزول ہوا۔ نزول کے وقت جسے سیر عن اللہ باللہ سے تعبیر کیا جاتا ہے میرا گذر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ اور قادریہ کے علاوہ دوسرے سلاسل جیسے کہ سلاسل چشتیہ اور کبرویہ کے مشائخ کرام کے مقامات پر بھی ہوا۔ انہوں نے بڑے اعزاز اور اکرام سے میرا

استقبال فرمایا۔ اور اپنی نسبتوں کی نفاستیں نیز اپنے احوال کے خصائص مجھ کو القا کیے۔ ان کے حقائق اور ان کے درجات کا آپس میں فرق مجھ پر منکشف ہوا۔ مذکورہ بالا اقطاب کے مقام تک وصول سے قبل حضرت خضر علیہ السلام کی روحانیت سے مجھے دینی علوم حاصل ہوئے۔ اس مقام پر رسائی کے بعد ان علوم کا حصول مجھے اپنی ذات سے ہوا کسی اور کی مجال نہ تھی کہ عارف اور معروف کے درمیان دخل دے۔ یہ سب کچھ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اور ان کی وراثت کی بدولت ہوا۔

(۹)

آپ قدس سرہ العزیز نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر ہمارے سلسلہ میں قیامت تک داخل ہونے والے مردوں عورتوں کے نام، ان کے نسب اور ان کی رہائش کے مقامات منکشف فرما دیئے ہیں اگر میں چاہوں تو ان سب کا ذکر کر سکتا ہوں۔

(۱۰)

آپ قدس سرہ العزیز نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین کے مشارق ومغارب مجھ پر یوں منکشف فرما دیئے ہیں جیسا کہ دیکھنے والے کے سامنے پڑا ہوا ایک ورق ہوتا ہے۔

(۱۱)

فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے لوگوں کی ہدایت اور گمراہی سے ان کو بچانے کی بہت بڑی قوت عطا فرمائی ہے۔

(۱۲)

فرمایا اللہ تعالیٰ نے شریعت مطہرہ کو میرے سامنے ایک کاروان کی صورت

میں پیش فرمایا جو میرے مکان میں داخل ہو گیا۔ پھر مجھے الہام کیا گیا کہ یہ کاروان قیامت تک تمہارے گھر سے نہ نکلے گا۔

(۱۳)

جب آپ قدس سرہ العزیز اپنے والد ماجد کے قبرستان میں تشریف لے گئے تو وہاں تمام مردوں کی مغفرت کی تمنا کی۔ فرمایا مجھے آواز دی گئی کہ میں نے تمہاری آمد کی بدولت اس قبرستان سے قیامت تک کیلئے عذاب اٹھا دیا ہے۔

(۱۴)

فرمایا ایک روز حضرت امام اعظم امام ابوحنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مذہب کے مجتہدین اور بعض باعظمت اساتذہ مثلاً امام نخعی رحمۃ اللہ علیہ سمیت ظاہر ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اور ان تمام حاضرین کے انوار میرے باطن میں داخل ہو گئے۔ اور وہ انوار میرے اجزاء بن گئے۔ اس کے تین دن بعد امام کبیر حضرت محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مذہب کے مجتہدین اور اساتذہ کے ہمراہ ظاہر ہوئے۔ ان سب کے انوار میرے اندر داخل ہوئے اور ان کے انوار کو میں نے اپنے اندر یقینی طور پر معلوم کر لیا۔ مجھے آواز دی گئی کہ حق ان سے باہر نہیں ہے۔ اگر کسی مسئلہ میں حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے چھوڑا ہے تو حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو اپنا لیا ہے۔ اگرچہ چاروں مسالک فقہ حق پر ہیں۔ مجھ پر عیاں ہوا کہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اس معاملہ میں دو تہائی کے مالک ہیں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ایک تہائی کے آپ نے فرمایا میں حنفی شافعی ہوں۔

(۱۵)

فرمایا حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بشارت دی ہے کہ

قیامت کے روز تمہاری شفاعت سے ہزاروں لوگوں کو اللہ تعالیٰ بخش دے گا۔

(۱۶)

فرمایا میں نے عقائد پر مشتمل ایک رسالہ تحریر کیا۔ معاملہ میں نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کے دست اقدس میں وہ رسالہ موجود ہے۔ اور فرما رہے ہیں اس طرح کا عقیدہ ہونا چاہیے۔ بارگاہ نبوی سے مجھے بشارت دی گئی کہ تم علم کلام میں مجتہد ہو۔ اس وقت سے اس علم کے ہر مسئلہ میں میری ایک خاص رائے ہے لیکن وہ رائے تمام مسائل یا اکثر میں علمائے ماتریدیہ کے مطابق ہے۔

(۱۷)

فرمایا ایک دن کعبہ شریفہ کی زیارت کے شوق میں بہت اضافہ ہو گیا۔ میں نے اچانک اپنے آپ کو کعبہ معظمہ کے اندر پایا ایک گروہ آیا اور میرا دیدار کرنے لگا۔

(۱۸)

فرمایا مجھ پر منکشف ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت جس کے سو اجزاء ہیں ایک جزو کو دنیا میں پھیلا دیا گیا ہے۔ باقی اجزاء کو قیامت کے دن پھیلایا جائے گا۔ یہ سب اجزاء نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت کے باعث اس روز میرے ہاتھ میں ہوں گے اور میرے حوالہ ہوں گے۔ ان کو اولین و آخرین پر جس طرح اللہ تعالیٰ چاہے گا میرے ہاتھوں سے صرف کیا جائے گا۔

مجھ پر منکشف کیا گیا کہ ان خزانوں کا مخزن اور ان چھپائے ہوئے احوال کی جگہ حرف ہا ہے جو قرآن مجید کے حروف مقطعات میں سے ہے۔ اس کی دو آنکھیں ہیں۔ ایک آنکھ دنیوی رحمت کا معدن ہے تو دوسری آنکھ میں کام آنے والی رحمت کا

مرکز۔

مجھ پر قرآن مجید کے تمام حروف مقطعات کے اسرار بھی عیاں کئے گئے ہیں جو کمالات کا مغز اور حقائق و معارف کا خلاصہ ہیں۔ان معاملات کے مالک صرف انبیائے کرام علیہم السلام ہیں۔لیکن اصحاب ولایت میں سے باکمال لوگوں کیلئے وراثت کے انداز میں حصہ ہے جن کو علمائے راسخین کہا جاتا ہے اور ایسے لوگ کم بلکہ بہت ہی کم ہوتے ہیں۔

(۱۹)

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے الہام فرمایا ہے کہ نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے سات درجے ہیں

۱۔ پہلا درجہ: دل کی تصدیق کے بعد اطمینان قلب سے پہلے، جس کا تعلق ولایت کے ساتھ ہوتا ہے، شریعت مطہرہ کے احکام پر عمل کرنا اور سنتِ مبارکہ پر عمل کرنا۔علمائے ظاہر عبادت گذار زاہد لوگ جو اطمینان کے مرتبہ تک نہیں پہنچے تمام اہل اسلام متابعت کے اس درجہ میں شریک ہیں۔اور یہ سب متابعت صوری کے اس درجہ میں برابر ہیں۔یوں کہ نفس نے اس مقام میں ابھی تک کفر اور انکار سے خلاصی نہیں پائی ہوتی اس لئے یہ درجہ صورت کے اعتبار سے متابعت کے ساتھ مخصوص ہوتا ہے۔ اور صورت کی متابعت بھی کامیابی کا باعث اور دوزخ کے عذاب سے نجات دلانے والی ہے۔اللہ تعالیٰ نے اپنی کامل مہربانی کے باعث نفس کے انکار کا اعتبار نہیں رکھا صرف دل کی تصدیق کو کافی شمار فرمایا ہے۔

۲۔ دوسرا درجہ: اس درجہ کا تعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات اور

افعال کی اتباع سے ہے جن کا تعلق حقیقی بیماریوں، باطنی مرضوں کے ازالہ، بری عادات کے دور کرنے اور اخلاق کے درست کرنے جیسے باطنی امور کے ساتھ ہے۔ اس درجہ کا تعلق طریقت کے مقام سے ہے۔ اور یہ ان سالکین کے ساتھ مخصوص ہے جو شیخ مقتدا سے صوفیہ کا طریقہ اخذ کرتے ہیں۔ اور سیر الی اللہ کے میدانوں اور جنگلوں کی مسافت کو طے کرتے ہیں۔

۳۔ تیسرا درجہ: اس درجے کا تعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اذواق اور مواجیدہ کی پیروی سے ہے جو ولایت خاصہ کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں یہ درجہ صاحبِ ولایت کے ساتھ مخصوص ہے خواہ وہ مجذوب سالک ہو یا سالک مجذوب۔

۴۔ چوتھا درجہ: یہ اطمینان نفس اور حقیقی اسلام کا درجہ ہے۔ اس درجہ میں انسان متابعت کی صورت سے نکل آتا ہے اور حقیقی متابعت کے دائرہ میں آجاتا ہے یہ علمائے راسخین کا حصہ ہوتا ہے۔ دوسرے درجہ میں اگرچہ تمکن قلب کے بعد اطمینانِ نفس کا ایک حصہ متحقق ہو جاتا ہے لیکن کمالِ اطمینان اس درجہ میں حاصل ہوتا ہے۔ یہ کمالاتِ نبوت کا ثمرہ ہے۔ اس مرتبہ پر فائز ہونے والا عارف قرآن مجید کے حروف مقطعات کے اسرار اور کتاب وسنت کے متشابہات کی تاویل کو سمجھنے سے بہرہ ور ہو جاتا ہے۔ یہ گمان ہرگز نہ کریں کہ یہ ''ید'' کی قدرت کے ساتھ، ''وجہ'' کی ذات کے ساتھ وغیرہ تاویلات کی مانند ہے جس میں علم ظاہر کا عمل دخل ہے۔ بلکہ یہ خاص اسرار ہیں۔ جو اصل میں تو حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کا حصہ ہے لیکن انکی اتباع کے باعث اللہ تعالیٰ صدیقین اور اولیائے کرام میں سے جس پر چاہتا ہے احسان فرما دیتا ہے۔ ولایت کے طریقہ سے اس دولت تک رسائی کسی بھی دوسرے طریقہ کی نسبت زیادہ

قریب ہے اور یہ طریق سنت مبارکہ کو لازم پکڑنا اور شریعت میں ناپسندیدہ بدعت سے مکمل اور کلی طور پر پرہیز کرنا ہے۔ اور یہ اس زمانہ میں بہت ہی مشکل ہے کیوں کہ بدعت عام ہو چکی ہے اور لوگ اس میں غلو کرتے ہیں سنت مبارکہ کو چھوڑ چکے ہیں اور اس کا وجود بہت کم پایا جاتا ہے۔

۵۔ پانچواں درجہ: اس درجہ سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان کمالات میں اتباع ہے جن کے حصول میں علم اور عمل کو کوئی دخل نہیں ہے، بلکہ ان کا حصول صرف رب تعالیٰ کے فضل و احسان کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ یہ درجہ بہت اعلیٰ ہے۔ اس درجہ کا ماقبل درجات کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اصل میں یہ درجہ اولوالعزم رسل کرام علیہم السلام کا حصہ ہے اور ان کے طفیل بعض اولیائے کرام کا حصہ ہے۔

۶۔ چھٹا درجہ: یہ درجہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان کمالات میں اتباع کا ہے جو آپ کے مقام محبوبیت کے ساتھ مخصوص ہیں۔ اس مرتبہ میں کمالات کے اضافہ کا تعلق صرف محبت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے جو فضل اور احسان سے بالاتر ہے۔ یہ درجہ اگرچہ دراصل حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ مخصوص ہے لیکن اولیائے کرام میں سے کسی کسی کو اور صدیقین میں سے بہت کم افراد کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اور تبعیت سے اس سے نصیب ہو جاتا ہے۔ یہ درجہ اوپر ذکر شدہ درجات سے جدا ہے جن کا تعلق عروج اور بلندی سے ہے۔

۷۔ ساتواں درجہ: متابعت کا یہ درجہ نزول سے تعلق رکھتا ہے۔ اور یہ تمام سابقہ درجات کا جامع ہے۔ کیوں کہ اس درجہ میں قلب کی تصدیق، اس کی تسکین، نفس کے اطمینان، اس کے تزکیہ اور جسم کے اجزاء کے اعتدال کے ساتھ ہوتی ہے۔ سابقہ تمام

درجات اس درجہ کے اجزاء کی مانند ہیں۔ اور یہ ان تمام کا مجموعہ ہے۔ اس مرتبہ پر فائز ہو کر تابع متبوع کے یوں مشابہ ہو جاتا ہے کہ دور سے دیکھنے والا خیال کرتا ہے کہ دونوں متحد ہو گئے ہیں۔ ان کے مابین فرق زائل ہو گیا ہے۔

کامل تابع وہ ہے جو ان تمام سات مراتب سے مزین ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی اتباع نصیب فرمائے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی پاک اور تمام ان لوگوں پر درود نازل فرمائے جو ہدایت کی اتباع کریں۔ آپ ﷺ کی اتباع کو مضبوطی سے تھام لیں۔

(۲۰)

فرمایا میں نے ایک دن کھانا تیار کرایا اس کا ثواب اپنے ان بچوں کو ہبہ کیا جن کا بچپن میں انتقال ہو گیا۔ میں نے دیکھا کہ فرشتے نعمتوں کے دستر خواں لئے جا رہے ہیں۔ انہیں جنت کے باغوں میں سے ایک باغ میں جمع کر رہے ہیں۔ جب وہ ان کو جمع کر چکے تو میرے بچے آئے۔ انہوں نے ان نعمتوں کو حاصل کیا۔ وہ نعمتیں ان کے اجزاء بن گئیں۔ جن سے ان کو قوت اور استعداد حاصل ہو گئی۔ اپنی جنت سے وہ بلندی کی جانب ترقی کرنے لگے۔ اور وہ پہلی جنت کی نسبت کئی مراتب بلند اور اعلیٰ جنت میں داخل ہو گئے۔ پھر میں نے دیکھا کہ وہ دستر خوان تمام اہل اسلام تک پہنچے۔ میں دیکھا کہ مشرق و مغرب میں کسی اہل ایمان مرد اور عورت کی قبر باقی نہ رہی جہاں اس کا حصہ نہ پہنچا ہو۔ اور کوئی جنت ایسی نہ بچی جسے ان دستر خوانوں کے حصہ کے باعث رفعت نہ ملی ہو۔ میں نے یہ بھی دیکھا کہ ان کا کچھ حصہ ملاءِ اعلیٰ تک پہنچا اور ان میں بھی اسی طرح تقسیم ہوا۔ کیوں کہ میں نے دُعا کے وقت کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ اس

کھانے کا ثواب تمام اہل ایمان مردوں، عورتوں اور بلند مرتبت فرشتوں کو پہنچائے۔

(۲۱)

فرمایا احادیث میں وارد ہے کہ قرض دار میت کی روح اس وقت تک آسمانوں کی طرف پرواز نہیں کرتی جب تک کہ اس کے ذمہ قرض ادا نہ کر دیا جائے۔ مجھے الہام ہوا کہ یہ حکم ان لوگوں کیلئے مخصوص ہے جن کو اس دنیا میں (روحانی) عروج حاصل نہ ہوا ہو۔ لیکن جس شخص کو یہاں عروج نصیب ہوا ہو اور وہ حقیر اور ناکارہ (دنیوی) تعلقات سے رہائی حاصل کر چکا ہو۔ اسے عروج سے کوئی ممانعت پیش نہیں آتی۔

(۲۲)

آپ قدس سرہ العزیز نے فرمایا

اللہ رب العزت کی ازلی نعمتوں نے مجھے اپنے حصار میں اس طرح لے لیا کہ اس عالی مرتبت گروہ (اولیاء) کے سلوک کے طریقوں سے کوئی طریقہ اور ان کی منازل سے کوئی منزل ایسی نہ رہی جس میں میں داخل نہ ہوا۔ مجھے الہام کیا گیا کہ نبوت کے منصب کے بغیر نوع انسانی کا کوئی کمال ایسا نہیں جو مجھے عطا نہ کیا گیا ہو۔

(۲۳)

اللہ تعالیٰ آپ پر رحمتیں نازل فرمائے، آپ کی فتوحات اور برکات سارے جہانوں پر عام ہوں نے فرمایا

وراثت نبوی کے طفیل اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسے مقام تک عروج نصیب فرمایا جس کی عظمت و منزلت اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور نہیں جانتا۔ اس مقام کی یہ شان ہے

کہ اس کے ایک نقطہ کا مقام تمام دائرہ امکان، یعنی عالم ارواح، عرش، کرسی، لوح، قلم، ساتوں آسمانوں اور زمینوں کے تمام اطراف و جوانب اور ان کے نیچے جو کچھ ہے، سے بڑا اور عظیم تر ہے۔ فرمایا جب اس مرتبہ پر میں پہنچا تو دیکھا تو اس مجلس کے بالائی اور صدر کے مقام پر صاحب قاب قوسین اور ادنی حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ آپ کے اطراف و جوانب میں حضرات انبیائے کرام اور رسلِ عظام رونق افروز ہیں میں نے وہاں بہت ہی کم اولیائے کرام کو پایا۔ اگر ان کی تعداد بیان کروں تو لوگ حیران رہ جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس عظیم درجہ میں داخل کیا اور وہاں مجھے قرار عطا کیا۔ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جیسی کہ اس کی شان کے مناسب اور لائق ہوں۔

آٹھواں باب

آپ کے مبارک کلام پر وارد ہونے والے اعتراضات کے جواب

عام لوگ بے سمجھ ہوتے ہیں وہ اوّل سے لے کر آخر تک جہالت اور حسد کے باعث معزز لوگوں اور مخلوق میں سے خاص افراد کے عیب نکالا کرتے ہیں۔ ان کے حقائق اور معارف کو باطل ٹھہرانے میں اپنی کوششیں صرف کرتے ہیں۔ ایسے لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نور کو اپنے مونہوں کی پھونکوں سے بجھا دیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے نور کو کامل فرماتا ہے اگر چہ یہ امر مشرکین کو ناپسند معلوم ہو۔

خلاصہ یہ کہ عام اور خاص نیز سطحی نظر والوں اور اصحاب باطن کے درمیان اختلاف نور اور ظلمت کی مانند ہمیشہ تک باقی رہے گا۔ یہ عوام الناس اور ارباب ظاہر اس برائی سے نہیں رکتے اور وہ عالی مرتبت گروہ اپنے دشمنوں سے نہ تو بدلہ لیتے ہیں اور نہ ہی کسی ملامت کرنے والے کی طعن و تشنیع سے خوف زدہ ہوتے ہیں۔ ایسا اللہ تعالیٰ کے بندوں کے درمیان سنت الٰہیہ کے مطابق ہے لیکن باطل کی طرف داری کرنے والے لوگ نقصان اٹھاتے ہیں۔ اہل اللہ کی مدد چوں کہ در حقیقت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت و مدد ہے لہذا ہر نیکوکار اہل ایمان کو چاہیے کہ اس سلسلہ میں کوشاں رہے اور اس عمل کے ذریعہ سے بڑی کامیابی سے سرفراز ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

ولینصرن اللّٰہ من ینصرہ ورسلہ بالغیب

ترجمہ: اللہ تعالیٰ بالضرور اس شخص کی مدد فرمائے گا جو اس (کے دین) اور اس کے رسولوں کی مدد کرتا ہے۔

واضح رہے کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کے مریدین نے ایسے لوگوں کے تمام شبہات کا جواب دے دیا ہے اور ان کے مقاصد کا رد فرمایا ہے۔ حصولِ سعادت کے لئے میں اس میں سے کچھ یہاں بیان کرتا ہوں۔

شبہ اوّل اور اس کا جواب

معترضین کا کہنا ہے کہ آپ قدس سرہ نے اپنی ذات کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل قرار دیا ہے۔ کیوں کہ آپ نے لکھا ہے کہ

"ولایتِ محمدیہ سے ولایت احمدیہ ذاتِ باری تعالیٰ کے زیادہ قریب اور افضل ہے۔"

پہلی ولایت (ولایت محمدیہ) سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولایت اور دوسری ولایت (ولایت احمدیہ) سے اپنی ذات کی ولایت انہوں نے مراد لی ہے۔

میں کہتا ہوں سبحان اللہ! یہ آپ کی ذات بابرکات پر بہت بڑا بہتان ہے۔ آپ نے دونوں ولایتوں سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولایتیں مراد لی ہیں۔ حقیقت حال وہ نہیں جیسا کہ معترضین نے کہا ہے۔ آپ نے اپنے مکتوبات شریفہ میں صراحت فرمادی ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو ولایتیں ہیں۔ ایک ولایت ملک کے ساتھ مناسبت رکھتی ہے جب کہ دوسری ملکوت کے ساتھ۔ پہلی کا نام ولایت محمدیہ ہے اور دوسری کا ولایتِ احمدیہ۔ یہ دوسری بارگاہِ اقدس میں پہلی ولایت کی نسبت سے زیادہ قریب ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت سے تو صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض کمالات کو بعض دوسرے کمالات پر

فضیلت حاصل ہے۔لہذا جو کچھ معترضین نے آپ کے متعلق اس سلسلہ میں کہا ہے باطل ہے۔والحمدللہ تعالیٰ

واضح رہے کہ جو شخص آپ کے عظیم الشان مکتوبات مبارکہ کا مطالعہ کرتا ہے وہ تصور بھی نہیں کرسکتا کہ آپ کی جانب اس فساد کی نسبت کرسکے۔آپ قدس سرہ نے متعدد مقامات پر اس امر کی تصریح فرمائی ہے۔ایک مقام پر فرمایا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت مبارکہ کل ہے اور تمام جہانوں کے حقائق اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولایت کے اجزاء ہیں۔

مبدأو معاد میں فرمایا

ہر ولی کی ولایت اس کے نبی کی ولایت کے اجزاء میں ایک جزو ہوتی ہے۔

ولی کے کمال میں جتنا اضافہ بھی ہو وہ کمال پہلے اور بالذات نبی کیلئے ثابت ہوتا ہے۔

جیسا کہ علماء نے فرمایا ہے۔بدیہی امر ہے کہ کل جزو سے بڑا ہوتا ہے کیوں کہ کل تمام اجزاء کا مجموعہ ہوتا ہے۔بڑا سے بڑا جزو بھی کل میں داخل ہوتا ہے۔

شبہ ثانی اور اس کا جواب

معترضین کا کہنا ہے کہ آپ نے اپنے آپ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل قرار دیا ہے کیوں کہ آپ نے لکھا

مجھے فلاں فلاں مقام تک عروج نصیب ہوا۔حتیٰ کہ مجھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مقام پر بھی عروج عطا ہوا۔اس کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مقام سے بالا مقام پر بھی عروج نصیب ہوا۔اس عروج کو آپ نے کسی کی طرف منسوب نہیں کیا۔اس سے پتہ چلا کہ آپ نے اس مقام کو اپنی ذات

کیلئے معین کرلیا ہے۔ جس سے آپ کی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر افضلیت لازم آتی ہے۔

میں کہتا ہوں کہ یہ بھی حضرت امام ربانی قدس سرہ السامی کی ذات بابرکات پر بہتان ہے اور یہ اولیائے کرام کی اصطلاحات سے جہالت اور ان کے ارشادات سے غفلت کا نتیجہ ہے۔ کیوں کہ کسی مقام سے گذر کا معنے یہ نہیں ہے کہ اس مقام پر اسے استقرار حاصل ہے۔ کیوں کہ کم مرتبہ لوگ اکابر کے پاس جاتے ہیں۔ ان کے ساتھ ان کے طفیل نعمتوں سے سرفراز ہوتے ہیں۔ اس سے ان کے درمیان مساوات قطعاً لازم نہیں آتی۔ عارفوں کے امام حضرت خواجہ شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

میں اولیائے کرام رضی اللہ عنہم مثلاً حضرت ابویزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ جنید رحمۃ اللہ علیہ کے مقامات سے گذرا پھر میں حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے مقامات پر سے گذرا یہاں تک حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام تک پہنچا۔ میں از راہِ ادب اس مقام میں داخل نہ ہوا۔ لیکن میرے ادب بجا لانے کی وجہ سے مجھے اس مقام میں داخل کیا گیا۔ اور یہ سب نعمت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت میں مجھے عطا ہوئی۔

جہانگیر بادشاہ نے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ سے اسی کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا۔ اے بادشاہ! جب آپ کسی خادم کو اپنی بارگاہ میں اپنے قریب طلب فرماتے ہیں اور یہ مقام آپ کی جان پہچان والے امراء اور اکابر کے مقامات سے برتر ہے وہ خادم آ کر آپ کے سامنے اس وقت تک کھڑا رہتا ہے جب تک آپ اس سے مخاطب رہتے ہیں۔ جب آپ بات چیت سے فارغ

ہو جاتے ہیں وہ اپنی جگہ واپس چلا جاتا ہے۔ یہی احوال اولیائے کرام کے ہوتے ہیں۔ وہ بھی کسی کام کی غرض سے اپنے مقامات سے بالاتر مقام تک عروج پاتے ہیں۔ اس جواب پر بادشاہ خاموش ہو گیا۔

واضح رہے کہ یہ برتر مقام جیسے آپ نے کسی طرف منسوب نہ فرمایا یہ درحقیقت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ہے۔ کیوں کہ آپ نے ایک اور مقام پر فرمایا کہ تمام مقامات میں سب سے بلند مقام حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اس مکتوب شریف میں اس امر کی صراحت نہ ہونے سے نقصان لازم نہیں آتا۔ کیوں کہ آپ کا ارادہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام نبوت کو بیان فرمانے کا ہے۔ اس تقریر سے الحمدللہ تمام شبہات جڑ سے اکھڑ گئے۔

شبہ سوم اور اس کا جواب

معترض حضرات کا کہنا ہے کہ آپ نے لکھا ہے کہ حقیقتِ کعبہ حقیقتِ محمد یہ سے برتر ہے۔ حالاں کہ امت کا اجماع ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق سے افضل ہیں۔ آپ کے اس قول سے اجماع کی نفی ہوتی ہے۔

میں کہتا ہوں کہ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحب زادے قطب طریقت وحقیقت حضرت شیخ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے یہ شبہ حل ہو چکا ہے۔ اور اس اعتراض کا بوداپن عیاں ہو چکا ہے۔ آپ نے فرمایا:

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلیے ہیں جو برتر و بالا ہے۔ درود وسلام اس کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جس طرح ہمارا پروردگار محبوب اور پسند فرماتا ہے۔ نیز آپ کی آل پاک اور صحابہ کرام پر جس طرح کہ ان کی بلند شان کے لائق اور

مناسب ہے۔

اما بعد ہمارے شیخ اور امام امام المحققین حضرت شیخ احمد رضی اللہ عنہ کی ایک تصنیف میں آپ نے فرمایا:

''کعبہ ربانیہ کی حقیقت، حقیقت محمدیہ سے برتر ہے''

اس عبارت سے بعض لوگوں کو وہم ہوا کہ آپ نے کعبہ معظّمہ کو رسولوں کے سردار، اللہ تعالیٰ کے محبوب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل قرار دیا ہے جب کہ آپ مخلوق میں سب سے افضل اور اشرف ہیں۔

میں کہتا ہوں حفاظت اور توفیق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور تحقیق کی لگا میں اسی کے دست قدرت میں ہیں، کہ یہ وہم لفظ حقیقت سے کسی شے کی ذات اور اس کی شخصیت مراد لینے کی بنا پر پیدا ہوا ہے۔ اور حقیقت کا یہ معنی مراد لینا صوفیہ کرام کے برتر گروہ کی اصطلاح سے واقفیت نہ ہونے اور ہمارے شیخ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کی حقیقت پر مطلع نہ ہونے پر مبنی ہے۔

وکم من عائب قولا صحیحا

وآفته من الفهم السقيم

ترجمہ: کتنے ہی لوگ درست بات میں عیب نکالتے ہیں جس کا باعث ان کی بیمار ذہنیت ہوتی ہے۔

صوفیہ کرام کے نزدیک کسی شے کی حقیقت سے مراد ایسا اسم الٰہی ہے جو اس کی تعین کی مبدأ ہوتا ہے۔ اس چیز کا وجود اس اسمِ الٰہی کے ظل اور عکس کی مانند ہوتا ہے۔ اور وہ اسم اس بارگاہِ اقدس سے اس شے تک فیض کا واسطہ ہوتا ہے۔ جس طرح

کہ شان ذاتی، اس اسم مقدس اور ذات برتر و پاک جل شانہ کے مابین واسطہ ہے۔

عادت الٰہیہ یہی جاری ہے کہ مفیض اور مستفیض کے درمیان واسطہ موجود ہو اور دونوں کے درمیان مناسبات پائے جاتے ہوں۔

حضرت شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ ''قدس'' میں فرمایا موجودات اسمائے الٰہیہ کے ظلال اور اسماء شیونِ ذاتیہ کے ظلال ہیں۔

ان تمہیدی کلمات کے بعد واضح ہو کہ ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے اطوار اور انوار میں تقلب کے اعتبار سے بے شمار کمالات اور بے حساب مقامات ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس وجود عنصری اور اس عالم ظلمانی کی ہدایت کے اعتبار سے اسم مبارک محمد ہے جو آپ کی حقیقت سے پیدا ہے۔ نیز ایک اسم الٰہی ہے جو اس عالم سفلی کی تربیت سے مناسبت رکھتا ہے جسے حقیقت محمدیہ کہا جاتا ہے۔ اور آپ کے روحانی وجود جو نورانی عالم ملکوت کا مربی ہے ایک اور باعظمت اسم ''احمد'' ہے جو اس شان الٰہی سے پیدا ہے جو حقیقت محمدیہ کی اصل اور اس کا مبدا ہے وہ اس عالم علوی کی تربیت سے مناسبت رکھتا ہے اسے حقیقت احمدیہ کہا جاتا ہے اور اسے حقیقت کعبہ نورانیہ سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔ ان دو تعینات کے علاوہ جو آپ کیلئے اجسادِ طبعیہ کی مانند ہیں آپ کے بے حساب عروج دور بے شمار اسرار ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی کی جانب اپنے اس ارشاد مبارک میں اشارہ فرمایا ہے۔

لی مع اللہ وقت لایسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے ساتھ میرا ایسا وقت ہوتا ہے جس میں نہ کوئی مقرب فرشتہ سما سکتا ہے اور نہ ہی کوئی نبی اور رسول۔

اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے اس ارشاد میں اس حقیقت کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

فکان قاب قوسین او ادنی۔

ترجمہ: پس دو کمانوں یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔ یہ سب کمالات واسرار سرِ اصطفائی اور محبوبیت صرفہ کا نتیجہ ہیں جن کا تعلق فضل سے ہے اور تفوق کا مدار بھی یہی ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ (حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس ارشاد میں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض کمالات کی بعض دوسرے کمالات پر فوقیت کا بیان ہے۔ اور حقیقت کعبہ مبارکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقائق میں ایک حقیقت اور آپ کی جامع اور بابرکت حقیقت کا ایک جزو ہے۔ لہذا یہاں کسی اور کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم پر فضیلت دینے کا وہم باطل ہو گیا اور آپ سے کسی اور کے افضل ہونے کی بات نیست و نابود ہو گئی۔

حضرت امام ربانی شیخ حقانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی سوال کے جواب میں اپنے مکتوبات مبارکہ کے دفتر اوّل اور مکتوب نمبر ۲۰۹ میں جو تحقیق بیان فرمائی ہماری درج بالا عرضداشت اس کا ایک حصہ ہے۔

واضح رہے کہ ہمارے شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارات میں حقیقتِ محمدیہ کا لفظ مختلف معانی اور متعدد مطالب میں مستعمل ہوا ہے۔ جب اس لفظ کے مقابلہ میں حقیقت احمدیہ اور حقیقت کعبہ ربانیہ واقع ہو تو اس سے مراد وہ جامع اسم الٰہی ہے جو سفلی عالم کی تربیت کے مناسب ہے۔ اور جب اس کے مقابلہ میں حقیقت

الہیہ ہو تو اس سے مراد وہ جامع شانِ ذاتی ہے جو عالمِ علوی کی تربیت کی ذمہ دار ہے۔ وہ تمام شیونات ذاتیہ پر حاوی ہے۔ اور اس جامع اسم کا اصل اور مبدا ہے جو تمام اشیاء کو اپنے من میں لئے ہوئے ہے۔ اس طرح یہ شان سارے حقائق کا کل ہے اور باقی حقائق اس کے حصے اور ٹکڑے ہیں۔ اس کو حقیقۃ الحقائق کہا جاتا ہے۔ اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی حقیقت ہے کہ اس کے اور مقدس ذات باری تعالیٰ کے درمیان کوئی اور واسطہ نہیں ہے، جیسا کہ حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز نے اپنے وصال سے چند روز پہلے ایک اور مکتوب مبارک میں فرمایا کہ حقیقتِ محمدیہ پر ہر حقیقت سے (انفرادی طور پر) برتر اور فائق ہے اسی طرح یہ تمام حقائق سے مجموعی طور پر بھی فائق اور برتر ہے۔ تمہارا پروردگار جو کہ عزت کا رب ہے ان تمام نامناسب امور سے پاک ہے جو گمراہ لوگ اس کیلئے بیان کرتے ہیں۔ رسولوں پر سلام نازل ہو۔ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جو سب جہانوں کا رب ہے۔

شبہ چہارم اور اس کا رد

معترض حضرات کہتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ خلت کا مقام ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے واسطہ سے حاصل ہوا۔ اس سے پہلے آپ کو یہ مقام حاصل نہ تھا۔

میں کہتا ہوں یہ بھی ایک جھوٹ ہے۔ کیوں کہ آپ نے ایسا نہیں کہا بلکہ آپ نے درج ذیل آیت اور حدیث کی وضاحت کا قصد فرمایا ہے۔

ا۔ یاایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔

ترجمہ: اے ایمان والو! آپ درود و سلام پیش کیا کرو۔

۲۔اذا صلیتم علیّ فقولوا اللھم صلی علی محمد النبی وعلی آل محمد کی صلیت علی ابراھیم الخ۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد مبارک کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا اور ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو حبیب قرار دیا۔ محبوبیت اگرچہ خلّت سے افضل ہے لیکن یہ دونوں الگ الگ جنسیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ وہ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو خلت کا مقام بھی عطا فرمائے تو اس نے آپ کو ملتِ ابراہیمی کی اتباع کا حکم دیا اور آپ کی امت کو آپ پر درود پاک بھیجنے کا حکم دیا یعنی آپ کیلئے یہ مقام طلب کرنے کا حکم دیا اور یوں کہنے کا امر فرمایا:

اللھم صل علی محمد مثل صلوتک علی ابراھیم۔

ترجمہ: اے اللہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح درود نازل فرما۔

اسباب کی رعایت اللہ تعالیٰ کی حکمت، اس کی سنت اور اس کی تخلیق ہے۔

ارشاد ربانی

قل رب زدنی علما۔

ترجمہ: اے محبوب! کہو کہ اے میرے رب! میرے علم میں اضافہ فرما۔

نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد:

سلوا لی الوسیلۃ۔

ترجمہ: میرے لئے مقامِ وسیلہ کی دُعا کیا کرو۔

اسی قبیل سے ہے۔ تو کوئی بعید نہیں کہ وہ ذات پاک آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کی امت کی دُعا کے باعث آپ کو یہ مقام مرحمت فرما دے۔ یا آپ کے اس مرتبہ میں مزید ترقی عطا کر دے۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے کہ کوئی امیر اپنے خزانچی کو حکم دے کہ وہ اس کا مال بعض نفیس اشیاء اور خوبصورت خلعتیں بنانے پر خرچ کرے۔ وہ خزانچی اس کے حکم کی تعمیل کر دے امیر وہ عالی شان خلعتیں زیب تن کرے جس سے اس کے حسن اور عظمت میں اضافہ ہو جائے۔ ایسی صورت میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ خزانچی نے بادشاہ کو ایسا عطیہ دیا ہے جو پہلے اس کے پاس نہ تھا۔ بلکہ سب کچھ اس خزانوں سے تیار کیا گیا معاملہ اس سے زیادہ نہیں کہ اس نے بادشاہ کی خدمت کی اور بہتر انداز میں کی۔ تمام احوال میں وہ خزانچی اس کا خادم، تابع اور اس کے دربار کا محتاج ہے۔ پختہ اور ثابت شدہ امر یہی ہے۔ اور جو کچھ اس کے خلاف وہم و گمان میں آئے اس کو ایسی مفہوم کی طرف لوٹایا جائے گا۔

واضح رہے کہ معانی کی رفعت اور حقائق کی وسعت کی نسبت سے عبارت کا میدان تنگ ہوت ہے۔ یہ عبارت صورت کا ایک آئینہ ہے اور حقیقت کے کمالات کا احاطہ کرنے سے قاصر ہے۔ لہذا ممکن ہے کہ اس میں بیان حقیقت کے سلسلہ میں کوئی کوتاہی یا تبدیلی واقع ہو گئی ہو۔ علاوہ ازیں اربابِ مشاہدہ اور اصحاب معائنہ پر کبھی حالت سکر طاری ہو جاتی ہے۔ محبوب حقیقی کی محبت کا پیالہ پی کر وہ مدہوش ہو جاتے ہیں پھر اِس اور اُس میں تمیز نہیں کر سکتے۔ ان کے سکر کی یہ حالت ان کے عذر ہوتی ہے لیکن دیگر اہل صحو کیلئے کوئی عذر نہیں ہوتا۔ ان کا حال صحراء میں اچانک اس سواری پانے والے شخص کی مانند ہوتا ہے جس کا ذکر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد مبارک میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بندے کے توبہ کرنے پر اس شخص کی مانند بے حد

خوشی ہوتی ہے جو صحراء میں اچانک اپنی سواری پالے اور کہے اے اللہ! تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں۔ جس طرح یہ شخص اپنے اس کلام میں معذور ہے اسی طرح ارباب مشاہدہ کا حال ہوتا ہے۔ کیوں کہ سکر کی حالت میں تمیز کرنے والی ترازو ان کے ہاتھ سے گر چکی ہوتی ہے۔ سکر کی یہ غیر معمولی حالت مشاہدہ کی خوشی یا غلبہ اشتیاق کے باعث پیدا ہوتی ہے کیا تم حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حال نہیں دیکھتے کہ آپ نے عرض کی

رب ارنی انظر الیک

ترجمہ: اے پروردگار! مجھے اپنی زیارت کرایئے میں تیرا دیدار کرنا چاہتا ہوں۔

جب آپ کو اس کا مناسب جواب دے دیا گیا تو آپ نے یہ کہتے ہوئے اپنی عرض داشت سے رجوع کر لیا۔[1]

انی تبت الیک

ترجمہ: اے پروردگار! میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میں نے حاسدین کے شبہات کے رد میں ایک عجیب رسالہ تحریر کیا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(مفضول کی فاضل پر فضیلت جزئی) نہ عقلاً نقصان دہ ہے نہ نقلاً۔ عقلی طور پر اس کے عدم نقصان کی وضاحت یوں ہے کہ خادم اور غلام مالک کی خدمت کرتے ہیں کوئی بھی صاحب عقل اس خدمت سے نفرت نہیں کرتا۔ اور

---

[1] اس کے بعد مخطوطہ کی فوٹوسٹیٹ کی تین چار سطور کے بیشتر الفاظ مٹے ہوئے اور مدہم ہیں۔ جس کے باعث حضرت محقق مدظلہ العالی کے لئے ان کا پڑھنا دشوار تھا۔ انہوں نے اس حقیقت حال کو واضح طور پر بیان کر دیا۔ لہذا ان کا صحیح اور یقینی ترجمہ سے مترجم عفی عنہ معذور ہے۔

مہمات اور مہلکات میں لشکر اور افواج امراء اور سلاطین کی دنیا بلکہ آخرت میں مدد کرنے کو بعید شمار نہیں کرتا۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ کے مقرب لوگ پل صراط سے اپنی قربانی کے جانوروں کی مدد سے گذریں گے۔ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے مسند الفردوس کے حوالہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل فرمایا ہے:

استفرھوا ضحایاکم فانھا عطایاکم علی الصراط۔

ترجمہ: قربانی کے لئے عمدہ جانوروں کا انتخاب کیا کرو کیوں کہ یہ پل صراط پر تمہاری سواریاں ہوں گی۔

نقلی طور پر اس امر کی وضاحت یوں ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ھو الذی ایدک بنصرہ وبالمؤمنین۔

ترجمہ: اس ذات نے اپنی مدد اور مومنوں کے ساتھ تمہاری تائید کی۔

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وشاورھم فی الامر۔

ترجمہ: اے محبوب! ان سے معاملہ میں مشورہ کیجئے۔

نیز فرمایا:

یاایھا النبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المؤمنین۔

ترجمہ: اے پیارے نبی! اللہ تعالیٰ اور آپ کی اتباع کرنے اہل ایمان آپ کیلئے کافی ہیں۔

نیز فرمایا:

ان اللہ وملائکۃ یصلون علی النبی یا ایھاالذین آمنوا صلوا

علیه وسلموا تسلیما۔

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی پر درود پاک بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو تم بھی ان پر خوب درود و سلام بھیجا کرو۔

اللھم صل علی (سیدنا) محمد وسلم علیه و آله کما تحب وترضی۔

نیز حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرہ پر جانے کی اجازت چاہی تو آپ نے ان سے فرمایا:

اشرکنا یا اخی فی دعائک ولا تنسنا۔

ترجمہ: اے بھائی! ہمیں اپنی دعا میں شریک رکھنا اور ہمیں بھول نہ جانا۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ ایسی بات ہے کہ اگر اس کی بجائے ساری دنیا مجھے مل جاتی تو مجھے اتنی خوشی نہ ہوتی۔ اسے امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت فرمایا۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت "ولا تنسنا" کے الفاظ پر ختم ہو جاتی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

سلوا اللہ لی الوسیلة أعلی درجة فی الجنة لاینالها الا رجل واحد وارجو أن أکون أنا هو۔

ترجمہ: میرے لئے وسیلہ کی دُعا مانگا کرو یہ جنت میں ایک اعلیٰ درجہ کا نام ہے۔ اسے صرف ایک شخص حاصل کر سکے گا۔ مجھے امید ہے کہ وہ میں ہی ہوں گا۔

اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

اذا صلیتم فقولوا اللهم صلی علی محمد النبی الامی وعلی آل محمد الی آخره۔

ترجمہ: جب تم درود پاک بھیجنے لگو تو یوں کہا کرو اے اللہ! امی نبی حضرت محمد مصطفیٰ اور آپ کی آل پاک پر درود نازل فرما۔

اسے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ، امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ اور امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

اور اب ہم تمہیں معتبر کتابوں سے صحیح حوالہ جات سناتے ہیں جو اس مقام پر بہت ہی مفید ہیں۔

ہدایہ میں ہے:

الطاهر من الذنوب لایستغنی عن الدعا کالنبی والصبی۔

ترجمہ: گناہوں سے پاک شخص بھی دُعا سے مستغنی نہیں اس کی مثال نبی اور نابالغ بچہ ہے۔

البحرالرائق میں ہے:

وفی منیة المصلی وروی عن بعض المشائخ انه قال لایقول ارحم محمدا ذکر واکثر المشائخ علی انه یقوله للتوارث وقال السرخی لاباس به لان الاثر وردبه من طریق ابی هریرة وابن عباس رضی الله عنهم ولان احدا وان جل قدره لایستغنی عن رحمة الله وصححه الشارح۔

ترجمہ: منیۃ المصلی میں ہے بعض مشائخ سے مروی ہے کہ ارحـــــم محمدا (اے اللہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر رحم فرما) نہ کہے اور اکثر مشائخ کا قول ہے کہ یہ کہے کیوں کہ یہ الفاظ توارث سے ثابت ہیں۔ امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ان الفاظ کے کہنے میں کوئی حرج نہیں۔ کیوں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ الفاظ مروی ہیں۔ نیز کوئی شخص اس کا مرتبہ خواہ کتنا بلند ہو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مستغنی نہیں ہو سکتا۔ شارح کنز یعنی امام محقق زیلعی رحمۃ اللہ علیہ اسے صحیح قرار دیا ہے۔

علامہ علقمی رحمۃ اللہ علیہ نے الکوکب المنیر شرح جامع صغیر میں فرمایا:

قوله عليه الصلوٰة والسلام ثم سلوا الله لي الوسيلة قال القرطبي قال ذلك قبل ان يوحى اليه أنه صاحبها ومع ذلك فلابد من الدعا بها فان الله يزيده بكثرة دعاء أمته رفعة كما زاده بصلوتهم ثم أنه يرجع عليهم بنيل الاجور ووجوب شفاعته۔

ترجمہ: ارشاد نبوی ہے۔ میرے لئے وسیلہ کی دعا کیا کرو۔ امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد آپ پر نازل ہونے والی اس وحی سے پہلے فرمایا تھا کہ آپ اس مقام کے مالک ہیں۔ اس کے باوجود آپ کیلئے ان الفاظ کے ساتھ دعا مانگنا ضروری ہے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی امت کی دعاؤں کی کثرت سے آپ کے درجات میں رفعت عطا فرماتا ہے۔ جس طرح ان کے درود پاک بھیجنے سے آپ کے درجات میں اضافہ فرماتا ہے۔ پھر یہ دعا اور درود پاک امتیوں کی جانب ثواب کے حصول اور آپ کی شفاعت کے وجوب کے ساتھ لوٹ

جاتے ہیں۔

علامہ مذکور نے اسی کتاب میں ایک اور مقام پر فرمایا:

قال في النهاية معنى قوله صلى الله على محمد عظمه في الدنيا باعلاء ذكره واظهار دعوته وابقاء شريعته وفي الاخرة بتشفيعه في أمته وتضعيف أجره ومثوبته.

فان قلت أليس الله تعالىٰ قد أوجب هذه الأمور كلها لنبيه صلى الله عليه وسلم فما فائدة دعائنا وسوالنا ذلك.

قلت الجواب من وجوه أحدها أن يكون بعض هذه المذكورات على درجات ومراتب فيجوز اذا صلى عليه آخر من أمته أن يزداد النبي صلى الله عليه وسلم بذلك الدعاء في كل شئ من تلك المراتب والدرجات ولهذا كانت الصلوٰة مماتقصد بها قضاء حقه ويتقرب بأكثرها الى الله تعالىٰ ولا بعد ولا استحالة في ان الله تعالىٰ يزيد في درجات النبي ويعاليه بصلوٰة الصالحين وملائكته ويضاعف بدعائهم وسوالهم في ثوابه واعلى مراتبه عليه السلام فان الصفات الالهية غير متناهية ولا قابلة للنقص والتقلل۔

ترجمہ: النہایۃ میں فرمایا کہ "صلى الله على محمد" کا معنے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں آپ کے ذکر کی رفعت، دعوت کے پھیلاؤ اور آپ کی شریعت کی بقاء کے ساتھ اور آخرت میں آپ کی امت کے حق میں آپ کی شفاعت کی قبولیت اور آپ کے اجر وثواب میں کئی گنا اضافہ کے ساتھ آپ کو عظمتیں عطا فرمائے۔

اعتراض: کیا یہ تمام امور اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا نہیں فرما رکھے تو آپ کیلئے ہماری دُعا اور اللہ تعالیٰ سے سوال کا کیا فائدہ ہے۔

جواب: اس اعتراض کے کئی جواب ہیں ان میں ایک یہ ہے کہ مذکورہ بالا امور کے متعدد درجات اور مراتب ہیں۔ تو جب آپ کی امت سے آپ کے علاوہ کوئی اور آپ پر درود پاک بھیجے گا تو ممکن ہے کہ اس دُعا کے طفیل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان تمام درجات اور مراتب میں اضافہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ درود پاک ان امور سے ہے کہ جن کی بجا آوری سے آپ کے حق کی ادائیگی کا ارادہ کیا جاتا ہے۔ اس کی کثرت اللہ تعالیٰ صالحین اور فرشتوں کے درود پاک بھیجنے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درجات میں اضافہ اور ترقی عطا فرماتا ہو۔ اور ان کی دُعا اور سوال کے باعث آپ اور اعلیٰ مراتب میں کئی گنا اضافہ فرماتا ہو۔ کیوں کہ صفات الہیہ غیر متناھیہ ہیں نہ وہ نقص کو قبول کرتی ہیں نہ ہی کمی کو۔

علامہ محقق ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے مشکوٰۃ کی شرح میں فرمایا

مذہبِ شافعیہ کی علمائے متاخرین کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ آیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یوں دُعا کرنا جائز ہے یا نہیں کہ اے اللہ! جو کچھ ہم نے پڑھا اس کے ثواب کے باعث آپ کے شرف و بزرگی میں اضافہ فرما۔ بعض علماء اس دُعا کو اس بنا پر منع فرمایا ہے کہ آپ شرف و عظمت کے لحاظ سے کامل ہیں۔ اس کیلئے دُعا کی آپ کو ضرورت نہیں ہے۔ نیز اضافہ کے طلب سے بعض اوقات نقص اور کمی کا وہم پڑتا ہے۔ بعض علمائے کرام اسے جائز قرار دیا ہے۔ اور یہی اصح ہے۔ جیسا کہ میں نے اس موضوع مبسوط کلام اور تحقیق اپنے فتاویٰ میں کی ہے۔ جو طویل بھی

ہے اور مختصر بھی۔ اور یہ دونوں قسم کی تحریریں فتاویٰ میں مندرج ہیں۔ جو تحقیق کرنا چاہے وہ وہاں ان کو ملاحظہ کرے۔

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ممانعت کی علت جو پہلے فریق نے بیان کی ہے وہ ممنوع بلکہ عجیب ہے۔ کیوں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم درجات کسی ایک حد پر جا کر نہیں رکے کہ اس سے اضافہ نہ ہو سکے بلکہ آپ کے درجات میں ہمیشہ سے ترقی ہو رہی ہے اور یہ ترقی قیامت کے دن بلکہ اس دن کے بعد بھی جاری رہے گی۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ حشر میں جمع ہونے والے تمام لوگ جب انبیائے کرام علیہم السلام سے مایوس ہو کر آپ کی جانب رجوع کریں گے تو آپ ان کے فیصلہ کیلئے شفاعت عظمیٰ کا مطالبہ کرتے ہوئے عرش کے نیچے سجدہ ریز ہوں گے۔ اس وقت آپ کو اللہ تعالیٰ کی ایسی ثناء کا الہام ہوگا جس کا الہام اس سے پہلے نہیں ہوا تھا۔ جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے۔

اور یہ دعویٰ کرنا کہ ثواب اور درجات کے اضافے کی دُعا کرنے سے نقص کا وہم پڑتا ہے باطل ہے۔ یہ دعویٰ کس طرح درست ہو سکتا ہے جب کہ حجاج کرام کیلئے سنت ہے کہ جب خانہ کعبہ شریفہ کا دیدار کریں تو اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ دُعا مانگیں۔ اے اللہ اس گھر کی عزت و تکریم میں اضافہ فرما۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی عزت و تعظیم میں اضافہ کر دیا ہے۔

مزید براں جس شخص کو بھی اس کی طاعت پر ثواب دیا جائے گا اسے اپنی نیکی کی مانند اجر ملے گا۔ اور اسے وہ نیکی سکھانے والے استاذ کو بھی اس کے سکھانے کے باعث اس کی مانند اجر عطا ہوگا۔ اور اس طرح ہر مرتبہ میں اس ثواب میں کئی گنا اضافہ

ہوتا جائے گا اس معاملہ کی انتہا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر ہوگی۔ جن کو آپ کی امت کے افراد کی طاعات پر اتنا زیادہ ثواب عطا ہوگا جس علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ دُعا مانگنے والے شخص کا یہ کہنا کہ ہم نے جو کچھ تلاوت کیا اس کے باعث آپ کے شرف وعظمت میں اضافہ فرما ثابت شدہ تحقیق کی رو سے حقیقت کے مطابق ہے لہذا اس کی ممانعت کا قول کس طرح کیا جاسکتا ہے۔

(درج بالا) اس قول کی تائید امام ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے اس ارشاد سے بھی ہوتی ہے جو آپ نے فتوحات مکیہ کے باب نمبر ۵۵۹ پر یوں درج فرمایا ہے۔

نال محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الخلة والوسیلة بدعاء أمته ولذلک أمر بالصلوة علیه کما صلی وأمرهم أن یسئلوا الوسیلة. انتهیٰ۔

ترجمہ: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خلت اور وسیلہ کا مقام اپنی امت کی دُعا کے باعث حاصل فرمایا اسی لئے جب بھی نماز ادا کی جائے آپ پر درود پاک بھیجنے کا حکم دیا گیا نیز آپ کی امت کو آپ کیلئے وسیلہ کے حصول کی دُعا کا حکم دیا گیا۔

میں کہتا ہوں کہ تمہاری تسلی کیلئے درج بالا اکابر کے ارشادات کافی ہیں۔

اب باقی جزوی فضیلت کا لازم آنے کی صورت باقی رہ گئی۔ اگر ہم اس کو تسلیم کرلیں تو اس سے بھی کوئی نقصان لازم نہیں آتا۔ کیونکہ صحیح عقل اور سلیم طبیعت اسے بالکل بعید قرار نہیں دیتی۔ کیوں کہ بدیہی امر ہے کہ ہر صناعت کے جاننے

والے کو اس کی بدولت پر اس شخص پر فضیلت حاصل ہے جو اس صناعت کو نہیں جانتا۔ اگرچہ دوسرے اس شخص کو پہلے آدمی پر متعدد وجوہ کی بنا فضیلت حاصل ہو۔ ایسی فضیلت تو ہر جولا ہے اور حجام کو ہر فاضل اور علامہ شخص پر حاصل ہے۔ اس کی یہ ادنیٰ سی فضیلت علامہ اور فاضل کی فضیلتوں کے سامنے اڑتے ہوئے غبار اور کئی سمندروں کے بالمقابل ایک قطرہ کی سی ہے۔

نقل کی رو سے اس کے دلائل ائمہ اربعہ کی کتابوں اور ان کے عقائد کی تالیفات میں درج ہیں کہ ولی کیلئے نبی پر جزوی فضیلت ممکن ہے۔ اگر اس مقام کی وضاحت اور مفصل حوالہ درکار ہوں تو اس فن کی بڑی بڑی کتابوں کی جانب رجوع کریں۔ ہم ان میں کچھ یہاں درج کرتے ہیں۔

جواہر منظومہ شرح فقہ اکبر میں ہے۔ واضح رہے کہ فقہ اکبر حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے۔

سئل رجل عن ابی حنیفة هل يجوز أن يعلم النبی من العلوم والمعارف مالايعلم الرسل وهل يحصل للولی من المزايا والمعارف مالايحصل للنبی فأجاب عنه رضوان الله عليه الفضل ثابت للرسل علی الأنبياء عليهم السلام والأنبياء علی ماسواهم ولايصل أحد من الأولياء مرتبة أحد الأنبياء ولكن لامناقشة فی الفضل الجزئی۔

ترجمہ: ایک شخص نے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا ممکن ہے کہ کوئی نبی ایسے علوم ومعارف کو جانتا ہو جو کسی رسول کے علم میں نہ ہوں۔ نیز کیا کسی ولی کو ایسی فضیلتیں اور معارف حاصل ہو سکتے ہیں جو نبی کو حاصل نہ ہوں۔ تو

آپ نے جواب دیا۔ (کلی) فضیلت رسل کرام کو انبیائے عظام پر اور انبیائے عظام علیہم السلام کو ان کے سوا باقی مخلوق پر ثابت ہے۔ انبیائے کرام میں کوئی نبی کسی رسول کے مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا اور کوئی ولی کسی نبی کے درجے تک نہیں پہنچ سکتا لیکن جزوی فضیلت کے پائے جانے میں کوئی اختلاف نہیں۔

علامہ آمدی رحمۃ اللہ علیہ نے بدائع میں لکھا

یجوز فضل الجزئی للولی علی النبی

ترجمہ: ولی کیلئے جزئی فضیلت نبی پر جائز ہے۔

علامہ ابوالسعید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں تحریر کیا

یجوز فضل المفضول علی الأفضل جزئیا۔

ترجمہ: مفضول کی جزئی فضیلت افضل پر جائز ہے۔

امام ابوالسعید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں ایک اور مقام پر لکھا۔

وکفی بھم ای الشھداء شرفا ان لم یجئی اطلاق الاموات علیھم وقد جاء ذلک الاطلاق علی الانبیاء علیھم الصلوات والتسلیمات۔

ترجمہ: شہداء کیلئے یہی شرف کافی ہے کہ ان پر میت کا اطلاق وارد نہیں ہوا جب کہ یہ اطلاق انبیائے کرام علیہم السلام پر آیا ہے۔

علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس ارشاد نبوی

المتحابون فی جلالی لھم منابر من نور یغبطھم النبیون والشھداء۔

ترجمہ: میری عظمت کی خاطر آپس میں محبت کرنے والوں کے لئے قیامت کے دن نور کے منبر ہوں گے جن پر انبیاء اور شہداء رشک کریں گے۔

یغبطهم من یتحلی به الانسان من علم وعمل فان له عند الله منزلة لایشارک فیها صاحبه أحد من لم یتصف ذلک وان کان له من نوع آخر ماهوا خیر عنه قدرا وأعلی شانا فربما یتمنی ویغبط أن یکون له مثل ذلک مضمونا الی مراتبه الرفیعة۔

ترجمہ: ان پر رشک کریں گے یعنی اس انسان پر جو کسی علم اور عمل سے مزین ہوگا۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اسے ایسا درجہ عطا ہوگا جس میں اس درجہ والے کے سوا کوئی اور ایسا آدمی شریک نہ ہوگا جو اس علم اور عمل سے متصف نہ ہو۔ اگر چہ اس دوسرے شخص کو کسی دوسری قسم کی ایسی فضیلت اور بزرگی حاصل ہو جو پہلے شخص کی فضیلت سے درجے میں افضل اور شان میں اعلیٰ ہو۔ تو وہ شخص کبھی تمنا اور رشک کرے گا کہ کاش اس کے پاس ان بلند مراتب کے ساتھ ساتھ اس طرح کی فضیلت بھی موجود ہوتی۔

حضرت محقق جلال الدین دوانی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح عقائد میں مفضول کیلئے افضل پر جزوی فضیلت کے امکان کی طرف اشارہ کیا ہے۔

حواشی تجرید میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے حضرت امام مہدی کے بارے میں یہ روایت درج ہے کہ آپ کو بعض انبیائے کرام علیہم السلام پر فضیلت حاصل ہوگی۔ اس سے مراد جزوی فضیلت ہے۔

کلی فضیلت کا دعویٰ اللہ اس سے اپنی پناہ رکھے مردود اور باطل ہے۔ جاہل

کے سوا کوئی اور اس دعویٰ کی جانب توجہ نہیں کرتا۔ کیوں کہ ہم کہتے ہیں کہ یہ معنی یا تو آپ عبارت سے صراحت کے ساتھ ثابت ہوتا ہے یا ان معترضین کے گمان کے مطابق آپ کی عبارت سے لازم آتا ہے۔ پہلی صورت بدیہی طور پر باطل ہے۔ کیوں کہ صریح وہ معنے ہوتا ہے جس میں اس کے سوا کسی اور معنے کا احتمال نہ ہو۔ جب ایسا نہیں تو ان کا دعویٰ بھی ثابت نہیں ہوسکتا۔ باقی رہی دوسری صورت کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت سے یہ مفہوم لازم آتا ہے) تو یہ کئی وجوہ سے باطل ہے۔

۱۔ کھینچ تان کر اگر یہ کہا جائے کہ (آپ کی عبارت سے فضیلت کلی لازم آتی ہے کیوں کہ) الفاظ اس مفہوم کا احتمال رکھتے ہیں تو اس کے علاوہ مفہوم کا احتمال بھی ان میں پایا جائے گا۔ جب صرف احتمال پایا جاتا ہے تو استدلال باطل ٹھہرتا ہے۔

۲۔ متکلم نے خود بارہا بار اپنی مراد کا اظہار اس کے خلاف تقریری اور تحریری طور پر فرما دیا ہے۔ عبارت سے خلاف شریعت جس معنے کا وہم ہوتا ہے آپ نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر تواضع اختیار فرماتے ہوئے اس سے نفرت کا اظہار اور اس سے استغفار فرمایا ہے۔ نیز اپنے سنگیوں اور اولاد کو عمر بھر اور اپنے وصال مبارک کے وقت شریعت مطہرہ پر عمل اور اس کا شوق دلایا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے باعظمت صاحب زادے حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

اے لوگو! آخری بات، جس کے بعد میرا اپنے والد ماجد حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ سے فراق ہوگیا، یہ تھی کہ آپ نے مجھے اور میرے برادر عزیز شیخ محمد معصوم سے فرمایا شریعت مطہرہ کو لازم پکڑ واسے مضبوطی سے تھامے رکھو۔ اگر اس کے

خلاف کوئی کشف والہام صبح کی روشنی کی مانند واضح ہو تو وہ رات سے زیادہ تاریک ہوتا ہے۔اس گفتگو فرمانے کے بعد آپ نے اس دار فانی سے کوچ فرمایا۔

کلام کرنے والا اپنی گفتگو کے مفہوم کو بیان کرنے کا زیادہ حق رکھتا ہے۔

اس کے بیان کے خلاف جو احتمال ہو گا شرعی اور عرفی لحاظ سے اس کا کوئی اعتبار نہ ہوگا۔ بلکہ مفتی پر واجب ہے متکلم کے اظہار کے بغیر کلام کو اس کے بہتر معنے پر محمول کرے جیسا کہ فتاویٰ میں مذکور ہے تو اس صورت میں اس کی تاکید کتنی ہوگی جب کہ متکلم اپنی مراد ظاہر کردے جس پر کوئی غبار نہ ہو۔

فتاویٰ ظہیریہ میں ہے

اذا کان فی المسئلة وجوہ توجب التکفیر ووجه یمنع التکفیر فعلی المفتی أن یمیل علی ذلک الوجه ولا یفتی بتکفیر تحسینا للظن بالمسلم وقال علیه الصلوٰۃ والسلام تظن بکلمة خرجت من أخیک سوء ا وانت تجد لها فی الخیر محملا. هکذا فی الخلاصة والفصول العمادیة۔

ترجمہ: جب کسی مسئلہ میں کلام کے متعدد معانی اس کے متکلم کو کافر ٹھہرانے کو لازم کرتے ہوں اور ایک معنے کافر قرار دینے سے روکتا ہو تو مفتی پر لازم ہے کہ اس معنے کی جانب مائل ہو اور اس کے متکلم مسلمان سے حسن ظن برقرار رکھتے ہوئے کافر قرار نہ دے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک بات جو تیرے بھائی سے صادر ہوئی تم اسے برا خیال کرتے ہو حالاں کہ تم اس کا بہتر مصداق بھی پاتے ہو۔ خلاصہ اور فصول عمادیہ میں اسی طرح ہے۔

۳۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے قطعی عقائد اہل سنت وجماعت کے مطابق ذکر فرمائے ہیں۔ وہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تمام مخلوقات پر فرداً فرداً اور مجموعی طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت کا اثبات فرمایا ہے۔ لہذا مکاشفات جن کا انتہائی درجہ ظن ہے کی بحث سے جو وہم پیدا ہوتا ہے اس کی کوئی گنجائش نہیں۔ کلام کے سمجھنے کا تقاضا یہ ہے ہ جب کسی ایسے شخص کا عقیدہ ثابت ہو جائے جو معاملات میں اچھا، بزرگی اور تقوی میں منفرد ہو تو اس کے جانب ایسی بات منسوب نہ کی جائے جس کا اظہار مناسب نہ ہو۔ اور اس سے صادر ہونے والی عبارت کو اس مفہوم سے پھیر دیا جائے گا جس کی وجہ سے قطعی عقاید کے خلاف کسی عقیدے کا وہم ہوتا ہے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کسی کے اس ارشاد پر نظر ڈالو۔

استفھموہ اھجر

یہ بات اگر آپ رضی اللہ عنہ کے سوا کسی اور شخص سے صادر ہوتی تو اسے بہت برا بھلا کہا جاتا۔ لیکن جب یہ ایسے شخص سے صادر ہوئی جس کی عظمت وجلات اور دین میں استقامت، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کامل محبت اور ادب کا انداز ثابت ہے تو ظاہری معنٰی سے دوسرے معنٰی کی جانب اس کا پھیرنا اور اس کی ایسی تاویل کرنا جس میں کوئی عیب نہ ہو، اور بے ادبی لازم نہ آئے، واجب ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت سے برخ اسود کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے۔ اس نکتہ کو خوب یاد رکھو کیوں کہ اس مقام پر اصل عظیم ہے۔

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ ابویزید بسطامی

رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ نوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فخریہ انداز اور حالت سکر میں صادر ہونے والے کلمات اسی قبیل سے ہیں۔ حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے نکلنے والے کلمات کی تاویل صرف باطن کے نور سے ہوسکتی کیوں کہ ظاہر کے اعتبار سے وہ کلمات شریعت مطہرہ کے کامل طور پر مخالف ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے صادر ہونے والے اس قسم کے کلمات میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہام فرمایا۔

یا غوث الاعظم خلقت الانسان مطیتی لو عرف الانسان منزلته عندی یقول فی کل نفس من الانفاس لمن الملک الیوم انا الملک لاملک الیوم الالی۔

ترجمہ: اے غوث اعظم! میں نے انسان کو اپنی سواری بنایا ہے۔ اگر انسان کو میرے ہاں اپنے مقام کا علم ہو جائے تو وہ ہر گھڑی کہنا شروع کر دے۔ آج کس کی حکومت ہے۔ میں بادشاہ ہوں آج میری حکومت ہے۔

یاغوث الاعظم جسم الانسان وبصره ولسانه ویده ورجله کل ذلک اظهرت بنفسی لنفسی لاهو الاانا ولا انا غیره من أراد العبادة بعد الوصول فقد اشرک بالله العظیم۔

ترجمہ: اے غوث اعظم! انسان کا جسم، آنکھ، زبان، ہاتھ اور پاؤں سب کو میں نے خود اپنے لئے ظاہر کیا ہے۔ وہ خود میں ہوں اور میں اس کا غیر نہیں ہوں۔ جس نے وصول کے بعد عبادت کا ارادہ کیا اس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا جو برتر وباعظمت ہے۔

نیز آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرید کے حق میں جو نماز ادا نہ کرتا تھا، فرمایا اس کا سر ہمیشہ، کعبہ میں سجدہ کے اندر ہوتا ہے۔

حضرت حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں المصنون اور المنقذ سے علامہ قطب بن محی نے آخرت کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے۔ کہ یہ (آخرت کا ثواب) عقلی لذت ہے جو کامل نفوس کو اس دنیا میں حاصل ہو جاتی ہے۔ تو (ثواب) خیالی نعمتوں کی جانب پھیرا ہوا ہوگا۔ (یعنی ثواب جسمانی طور پر نعمتوں کی صورت میں نہ ہوگا)۔ لذت کی صورت کا خیالی ہونا بعید نہیں جیسا کہ نیند میں ہوتا ہے۔ جنت میں جس جس نعمت کے موجود ہونے کا بیان ہے وہ بندے کے لئے مثالی ہوں گی۔ آخر کار حضرت علامہ قطب بن محی کہہ اٹھے کہ جو شخص المنقذ اور المصنون میں آپ کے اس کلام پر نظر ڈالتا ہے وہ حیرت کے ایسے سمندر میں گر جاتا ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں ہے۔

شبہ پنجم اور اس کا حل

معترض حضرات کہتے ہیں کہ آپ نے اپنے شیخ حضرت خواجہ محمد باقی رحمۃ اللہ علیہ مرید ہونے سے انکار کیا ہے۔ وہ اپنے آپ کو اویسی کہتے ہیں۔ اپنے آپ کو ان سے اور باقی سارے مشائخ کرام مثلاً حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے افضل قرار دیتے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ اعتراض کا پہلا حصہ جھوٹ ہے۔ کیوں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات میں بہت سے مقامات پر لکھا کہ آپ نے طریقت آپ رحمۃ اللہ علیہ سے اخذ کی ہے۔ رہی یہ بات کہ میں اویسی ہوں اس کا معنٰی یہ ہے کہ عالی درجات

تک میرے پہنچنے میں مقدس ارواح کا عمل دخل ہے۔ تو امر ظاہر شیخ سے طریقت اخذ کرنے کے منافی نہیں ہے۔

دوسرے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات میں سے کسی مکتوب میں یہ ارشاد نہیں فرمایا کہ میں فلاں سے افضل ہوں۔ اور میرا مقام فلاں مقام سے برتر ہے۔ ایسی باتیں مکتوبات میں بالکل نہیں ہیں۔ ہاں آپ نے اپنے بعض معارف کے بارے میں متعدد مقامات پر فرمایا کہ یہ معرفت ان معارف میں شامل ہے جن سے اللہ تعالیٰ نے مجھے مخصوص فرمایا ہے۔ اکابر اولیاء میں سے کسی نے اس بارے میں کلام نہیں فرمایا۔ تمہیں علم ہے کہ آپ کے اس ارشاد سے صرف یہ علم ہوتا ہے کہ وہ معرفت آپ کے ساتھ خاص ہے۔ ممکن ہے کہ کوئی اور ایسی نفیس معرفت سے مخصوص ہو جو اس معرفت کے مساوی یا اس سے افضل ہو۔

اگر یہ فرض بھی کر لیا جائے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے آپ کو تمام سلاسل کے مشائخ سے افضل قرار دیا ہے تو اس سے کوئی شرعی عیب لازم نہیں آتا۔ عیب اس صورت میں لازم آتا ہے جب کسی کو انبیائے کرام علیہم السلام یا ان افراد سے افضل قرار دے جن کے افضل ہونے پر امت کا اجماع منعقد ہو چکا ہے۔ جب ایسی بات آپ کے مکتوبات میں موجود نہیں تو عیب بھی نہیں ہے۔

تتمہ: سادات کرام میں ایک متقی شخص آیا اور کہنے لگا میں نے خواب میں امام العرفاء حضرت خواجہ شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی ہے اور آپ نے مجھے فرمایا مجھے فرمایا کہ شیخ احمد کے بارے میں یہ جو کہا جاتا ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ اگر

خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ زندہ ہوتے تو میری خدمت کرتے انہوں نے بالکل ایسا نہیں کہا اور اگر آپ نے ایسا کہا بھی ہوتا تو آپ اپنے اس دعویٰ میں سچے تھے۔

شبہ ششم اور اس کا حل

معترض حضرات کا کہنا ہے کہ

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ توحیدی وجودی کا انکار کرتے ہیں حالاں کہ صوفیہ کرام کا اس پر اجماع ہے۔

میں کہتا ہوں دعویٰ کی دوسری جزو درست نہیں۔ کیوں کہ بہت سے مشائخ کرام کا یہ مذہب نہیں ہے۔ علامہ جامی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ اجل حضرت علاء الدولۃ سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ارشاد نقل فرمایا ہے۔ عالم وجود سے برتر ملک ودود کا عالم ہے۔

باقی رہ گئی دعویٰ کی پہلی جزو تو اس بارے میں تفصیل ہے۔ مناسب یہ ہے کہ تم کو اس تفصیل کا علم ہوتا کہ شک کے اندھیروں سے نکل کر یقین کے نور میں آجاؤ۔

اس بارے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ علمائے کرام کے موافق اور ان صوفیہ عظام کے مخالف ہیں جو وحدت الوجودی مسلک رکھنے والے ہیں۔ آپ نے اپنے بلند مرتبت مکتوبات میں فرمایا کہ میں عرصہ دراز تک وحدت الوجودی صوفیہ کا ہمنوا رہا۔ اور توحید کے معارف سے بہت بڑا حصہ حاصل کیا۔ میں گمان بھی نہ کرتا تھا کہ اس سے برتر کوئی اور مقام ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے مجھے اس مقام سے نکالا تو اصل جمع فرق میں تبدیل ہوگئی۔ اشیاء کے حقائق کو دیکھا جیسا کہ میں وہ ہیں اور میں کہنے لگا کہ حق علماء کے ساتھ ہے۔ اور عینیتِ وجود کا تمہارا قول مبنی بر خطا ہے۔ آپ نے یہ بھی

فرمایا کہ توحید وجودی کا ورود مبتدی صوفیہ کی خطا ہے متوسط صوفیہ پر یہ کیفیت بہت کم اور نادر طاری ہوتی ہے۔ اور کامل صوفیہ پر اس طرح کی کیفیت کبھی ہی طاری ہوتی ہے۔ یہ کیفیت ظلی ولایت کے مقام سے پیدا ہوتی ہے جو سکر چال سے متلون اولیاء کے ساتھ مخصوص ہے۔ نبوت اور زویت الاشیاء کما ہی کا مقام اس کیفیت سے متزین نہیں ہوتا کیوں کہ وہ مقام تو صحو سے مزین ہوتا ہے۔ ہر دو مقامات کے درمیان بہت زیادہ فرق ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ آپ قدس سرہ العزیز اس امر سے انکار نہیں فرماتے کہ وحدت وجود کی کیفیت احوال اور مواجید میں شامل ہے۔ لیکن آپ اس کے ایسا کمال اور مقام ہونے سے انکار فرماتے ہیں جس سے بڑھ کر نہ کوئی اور کمال ہے اور نہ کوئی مقام۔ بلکہ یہ ایسا حال ہے جو سلوک کے دوران طاری ہوتا ہے۔ اصحابِ کمال سے منقول ایسے احوال ان کے ابتدائی احوال پر محمول ہیں۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ توحید یہ ہے کہ قدیم ذات کو حادث سے الگ جانا جائے۔ اور ہر وہ حقیقت جس کو شریعت رد کر دے زندقہ ہوتی ہے۔

درج بالا وضاحت سے ثابت ہوا کہ وحدت وجود صوفیہ کرام کے احوال سے ایک حال ہے جو بعض سالکین پر وارد ہوتا ہے۔ نہ اس کا عقیدہ رکھنا درست ہے اور نہ ہی تقلید۔ کیوں کہ صاحبِ حال تو اپنے سکر کے باعث معذور ہے اوروں کے پاس تو کوئی عار نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ چوں کہ یہ سالک کا مشہود ہوتا ہے حقیقت میں ایسا نہیں ہوتا لہذا محقق صوفیہ نے اسے توحید شہودی کا نام دیا ہے۔

آپ کی شانِ رفیع اور خاتمہ کے بارے میں بشارات

۱۔ عارف ربانی حضرت امیر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بارگاہِ نبوی سے مجھے بشارت ہوئی کہ حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ صاحب قبول عظیم اور بات کے سچے ہیں۔

۲۔ آپ قدس سرہ کی سوانح میں ہے کہ ایک امین اور راست گو تاجر، جس کے چہرے پر کامیابی کے آثار تھے، نے اپنا ابتدائی حال یوں بیان کیا کہ مجھے حضرت سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے بہت محبت اور عقیدت تھی۔ آپ کبھی کبھی میرے سامنے ظاہر ہوتے اور بعض معاملات کے بارے میں بشارتیں دیا کرتے تھے۔ نیز اہم موڑ میں میری مدد فرمایا کرتے تھے۔ ایک روز آپ نے مکاشفہ میں مجھے فرمایا کہ تم نے مجھ سے بہت سا فیض حاصل کیا ہے۔ لیکن ظاہری شیخ کا ہونا بھی ضروری ہے۔ میں نے عرض کی میں کس کی طرف رجوع کروں۔ فرمایا شیخ احمد سرہندی کی جانب کیوں کہ دور حاضر میں وہ ظاہر و باطن کے جامع ہیں۔ اپنے زمانہ کے قطب ہیں۔ اس نے بتایا کہ پھر میں نے آپ کی عجیب کرامات اور نادر کمالات دیکھے۔

۳۔ ایک صالح، عبادت گذار عورت نے بیان کیا کہ میں اکبر آباد کی ایک گلی میں رہتی تھی۔ میں نے ایک مجذوب ولی کے بارے میں سنا جو کبھی لوگوں کی نظروں سے غائب ہوجاتا اور کبھی ان میں آموجود ہوگا۔ میں اس کی خدمت میں حاضر ہوئی اس نے مجھے کہا کہ قطب زمان حضرت شیخ احمد سرہندی کا دامن مضبوطی سے تھام لو۔ کیوں کہ جس نے آپ کو عقیدت کی نظر سے دیکھا اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ

حرام فرما دیتا ہے۔

۴۔ شیخ کامل حضرت امیر حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ جو امام العارفین حضرت خواجہ محمد باقی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے نے فرمایا میں نے خواب میں حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ فصیح کلام میں شیخ احمد سرہندی کی مدح وثنا فرما رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ مجھے ان (یعنی حضرت امام ربانی قدس سرہ) کے میری امت میں ہونے پر فخر ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انہیں میری امت کا مجدد بنایا ہے۔

۵۔ بلخ کے امراء میں ایک شخص ہندوستان آیا۔ وہ سرہند شہر گیا۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی۔ اس نے اپنا حال یوں بیان کیا۔ کہ میں بلخ میں تھا۔ وہاں میں نے دیکھا کہ ایک جنازہ آیا علاقہ ماوراء النہر کے اگلے پچھلے اولیائے کرام اس جنازہ کے پاس جمع ہو گئے۔ سلسلہ نقشبندیہ کے مشائخ مثلاً حضرت قطب ربانی خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت قدوۃ العارفین حضرت شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ خصوصیت کے ساتھ وہاں موجود تھے۔ یہ سب ایک عزیز الوجود ہستی کا انتظار کر رہے تھے۔ میں نے اس معاملہ میں ایک شخص سے پوچھا تو اس نے کہا یہ ایک قطب کا جنازہ ہے یہ سب اولیائے کرام قطب الاقطاب کا انتظار کر رہے ہیں۔ اسی دوران ایک بہت باعظمت نورانی شخص آیا۔ انہوں نے اسے امام بنایا میں نے ان میں سے ایک سے اس کے نام اور سکونت کے مقام کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ ان کا نام شیخ احمد ہے اور ان کی رہائش سرہند میں ہے ان کی شکل وصورت میرے دل میں نقش ہو گئی جب میں نے آپ کو دیکھا تو پہچان لیا۔

۶۔ ایران سے ایک شخص آیا اس کا کہنا تھا کہ ہمارے شیخ بہت باعظمت اور عظیم کمالات کے حامل تھے۔ ان کا نام صدرالدین تھا جو شیخ اجل حضرت شیخ محمد زاہد بلخی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفا سے تھے۔ ان کا وصال ہو گیا۔ ایک دن میں نے ان کی بارگاہ میں التجا کی آپ تو اس دار فانی سے چل بسے ہم شیخ کے بغیر حیران و پریشان باقی رہ گئے ہیں۔ میں دیکھا کہ گویا آپ فرمارہے ہیں میں تمہیں شیخ احمد سرہندی کے پاس بھیجتا ہوں دور حاضر میں ان سے بڑھ کر کامل رتبہ والا کوئی ولی نہیں ہے۔

۷۔ ہندوستان کے اکابر سے ایک شخص بلخ گیا وہاں حضرت قدوۃ العارفین شیخ مومن بلخی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت سے شرف یاب ہوا۔ اس نے بیان کیا میں نے آپ کو اپنے سنگیوں سے یہ کہتے ہوئے سنا آج اگر سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اور امام العارفین حضرت ابویزید بسطامی زندہ ہوتے تو حضرت شیخ احمد سرہندی کے سلسلہ ارادت میں داخل ہوتے اور ان کے خدام بن جاتے۔ جسے سعادت نصیب ہو ان کی جانب پہنچنے کی کوشش کرے۔

۸۔ اسی واقعہ کی مانند ماوراء النہر کے حضرت سید میرک شاہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ حسن قیادبانی رحمۃ اللہ علیہ اور قاضی القضاۃ حضرت لولک بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت مروی ہیں۔

فقیر مولف احسن اللہ الیہ کہتا ہے کہ اس قبیل کی حکایات اور روایات بہت ہی کثرت ہیں۔ ہم انہی پر اکتفا کرتے ہیں۔ معاملات کی حقیقتوں کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

حسن خاتمہ

مولف کتاب ہذا، اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ مہربانی کا برتاؤ رکھے، کہتا ہے کہ میں نے خواب میں حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ مجھ پر بے حد مہربان ہیں۔ میں گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور بیٹھا ہوں۔ میرے ہاتھوں میں امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب میزان الشریعہ ہے۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ کتاب پڑھ کر سنا رہا ہوں اور آپ نہایت توجہ سے اسے سماعت فرما رہے ہیں۔ میرے پڑھنے کے دوران صوفیائے کرام کے معارف سے ایک معرفت نکل آئی جس میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے معارف کی تصدیق اور تحسین تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بہت اچھی لگی۔ فرمایا اس لطیف معرفت کو ہماری خاطر لکھ اور ہمارے گھر میں فلاں جگہ رکھ دو۔ اس جگہ میں بہت نفیس اشیاء رکھی ہوئی تھیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص تھیں۔ دربار نبوی میں میری حیثیت راز دار خادم کی سی تھی جیسا کہ والد کے ہاں مقبول بیٹے یا دادا کے ہاں محبوب پوتے کی ہوتی ہے۔ میں نے چاہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے معارف میں ایک معرفت پیش کروں۔ مجھ سے کہا گیا کہ اس کی ضرورت نہیں کیوں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آج ان کے مخصوص معارف اور حقائق پر نزول فرمایا ہے جس طرح کہ بادشاہ اپنے امراء میں سے کسی امیر کے ہاں جائے جس کی خاطر عمدہ گھر تعمیر کئے گئے ہوں ان کو اس نے پسند کیا ہو ان کے اندر گیا ہو اور پسندیدگی کا اظہار کیا ہو۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے خطاب فرمایا اور متشابہات کے ایسے اسرار بیان فرمائے جس سے حاضرین حیرت زدہ رہ گئے۔ میں نے دیکھا

کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے تھے کہ قیامت کے دن جب میں گناہ گاروں کی جماعت کی شفاعت کروں گا تو انہیں اس شیخ کے سپرد کردوں گا۔اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مجدد الف ثانی مراد لے رہے ہیں۔تاکہ یہ ان کو امن، امان اور اطمینان کے ساتھ جنت میں لے جائیں۔وہ دوبارہ واپس آئیں گے میں ایک اور جماعت ان کے حوالے کروں گا وہ ان کو جنت میں چھوڑ کر آئیں گے اس طرح بار بار ہوگا۔

بارالٰہا! درود، سلام، برکت اور کرم سب سے معزز اور سب سے برتر نبی پر، جو دو کمانوں بلکہ اس سے بھی کم فاصلہ کے مقام پر فائز ہیں، آپ کے نیک سیرت صحابہ کرام اور آپ کی پاک آل پر نازل فرماتا رہ جب تک منیٰ میں حجاج کے لئے خیمے نصب ہوتے رہیں اور ارباب صفا مروہ پر چڑھتے رہیں۔پاک ہے تمہارا رب جو عزت کا مالک ہے ان اوصاف ذمیمہ سے جو کافر اس کیلئے بیان کرتے ہیں۔رسولوں پر سلام ہو اور سب تعریف اللہ تعالیٰ کیلئے جو سارے جہانوں کا مالک ہے۔


منار الهدیٰ
MANAR-UL-HUDA